سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

جمعرات،25۔جون2015
(یوم الخمیس،7۔رمضان المبارک1436ھ)

سولھویں اسمبلی: پندرھواں اجلاس

جلد 15: شمارہ 12

887

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 25- جون 2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

عام بحث

ضمنی بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

889

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرھواں اجلاس

جمعرات،25۔جون2015

(یوم الخمیس،7۔رمضان المبارک1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر55منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد رمضان قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ ۝ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝
مَـٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ ۝ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ ۝
ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٲطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ۝ صِرَٲطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ
عَلَيۡهِمۡ ۝ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ۝

سورة الفاتحة آیات 1 تا 7

سب طرح کی تعریف اللہ ہی کو (سزاوار) ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے(1) بڑا مہربان نہایت رحم والا(2)انصاف کے دن کا حاکم(3)(اے پروردگار) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (4) ہم کو سیدھے رستے چلا (5)ان لوگوں کے رستے جن پر تو اپنا فضل وکرم کرتا رہا(6) نہ ان کے جن پر غصے ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کے(7)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

حدودِ طائرِ سدرہ حضور جانتے ہیں
کہاں ہے عرشِ معلیٰ حضور جانتے ہیں
بروزِ حشر شفاعت کریں گے چُن چُن کر
ہر اِک غلام کا چہرہ، حضور جانتے ہیں
پہنچ کے سدرہ پہ روح الامین یہ کہنے لگے
یہاں سے آگے کا رستہ، حضور جانتے ہیں
خدا نے اس لئے قاسم انہیں بنایا ہے
کہ بانٹنے کا قرینہ، حضور جانتے ہیں

حلف

نو منتخب معزز ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک نو منتخب ممبر جناب محمد ناصر چیمہ پی پی۔97 گوجرانوالہ حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست کے سامنے کھڑے ہو جائیں اور حلف اٹھالیں پھر اس کے بعد حلف نامہ رجسٹر پر دستخط بھی فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد ناصر چیمہ نے بطور ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب
حلف اٹھایا اور حلف رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جناب سپیکر: آپ کو مبارک ہو۔ آپ کوئی بات کرنا چاہیں گے لیکن مہربانی یہ فرمانا کہ آپ اس معزز ایوان کے ممبر ہیں، میری تمام معزز ممبران سے درخواست ہو گی کہ ایک دوسرے کی عزت کا بھی احساس کیجئے اور ایک دوسرے کے لیڈر صاحبان اور قائدین کا بھی لحاظ کیجئے۔ ہم اپنی بات اچھے الفاظ میں کریں بجائے اس کے کہ کوئی ایسے الفاظ اس ایوان میں استعمال نہ کئے جائیں جس سے کسی کی دلآزاری ہوتی ہو۔ شکریہ

جناب محمد ناصر چیمہ: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے ان جماعتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے دن رات محنت کر کے مجھے منتخب کروایا ہے اور کامیاب کروایا ہے جن میں پی ٹی آئی، پاکستان عوامی تحریک، پی ایم ایل(ق)، جماعت اسلامی اور تحریک اسلامی وغیرہ شامل تھیں۔ ساتھ ہی میں اپنے صوبہ پنجاب اور ملک پاکستان اور خاص طور پر اپنے حلقہ انتخاب کے حقوق کے لئے اپوزیشن میں بیٹھ کر ان کی بات کروں گا اور جو ملک اور پنجاب کی بہتری میں ہو گا وہی کروں گا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ بابت سال15-2014پر عام بحث

جناب سپیکر:اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج ضمنی بجٹ برائے سال15-2014 پر عام بحث ہے۔اب ہم ضمنی بجٹ برائے سال15-2014پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں اور آخر میں اس کو وزیر خزانہ wind up کریں گی۔آپ وقت کا لحاظ کیجئے اور جن صاحب نے پہلے بولنا ہے قائد حزب اختلاف کی جگہ میاں محمد اسلم اقبال صاحب ہیں۔بہر حال ان سے بھی درخواست ہو گی کہ دوسروں کا خیال کیجئے کیونکہ کئی اور مقررین ہیں جنہوں نے بات کرنی ہے۔میرے پاس آپ کا ایک نام آیا ہے باقی صاحبان کے بھی نام یقیناً آ رہے ہوں گے۔آپ خود ہی ذرا وقت کا خیال کیجئے گا۔کل کے بارے میں بعد میں آپ کو بتاؤں گا کہ کل ہم نے کیا کرنا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میری ایک تحریک استحقاق تھی جو میں نے پرسوں دی تھی اُس کے بارے میں،میں پوچھنا چاہتا تھا کہ آج اگر وہ take up ہو جاتی تو اچھا تھا۔

جناب سپیکر:آپ کو اُس کے بارے میں تھوڑا سا صبر کرنا پڑے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!صبر میں اجلاس ہی ختم نہ ہو جائے۔

جناب سپیکر:اجلاس ختم ہو نہ ہو اس سے تحریک کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔آپ میرے ساتھ بیٹھئے گا اُس کو طریقے سے کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!آپ کے ساتھ بیٹھ کر کچھ مک مکا کروں؟

جناب سپیکر:ایسی بات نہیں ہے،میں مک مکا والا ہوں اور نہ آپ مک مکا والے ہیں،ذرا خیال کریں مک مکا نہیں ہو گا اچھی بات ہو گی۔جی،میاں اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!شکریہ۔آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ ضمنی بجٹ پر اپنی چند گزارشات آپ کے سامنے رکھ سکوں۔مہذب معاشروں کی اسمبلی کے اندر جب سالانہ بجٹ بنایا جاتا ہے تو پھر اُس بجٹ کے مطابق اُس پر عمل بھی کیا جاتا ہے۔وہاں پر اسمبلی کے ووٹ کی اہمیت کو مدنظر رکھا جاتا ہے اُس کے مطابق جب اسمبلی سے بجٹ پاس ہوتا ہے تو پھر من وعن اُس کی utilization کے اوپر

کام کیا جاتا ہے۔ ضمنی بجٹ ہم یہ تو سنتے آئے ہیں جو لڑکا میٹرک یا ڈل کے امتحان میں فیل ہو جائے تو اُس کی سپلی آجاتی ہے اور وہ اپنی سپلی clear کرنے کے لئے امتحان کے اندر reappear ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی بجٹ جس کی مالیت بھی میں ابھی آپ کو بتاؤں گا۔ حکومت کے تمام وہ کارنامہ ہائے ہیں جو انہوں نے یہاں پر انجام دیئے ہیں اُس کے بارے میں تھوڑی سی detail آپ کو بتاؤں۔ اب میرا خیال ہے کہ بات تو یہ طے ہو گی کہ حکومت پہلے بجٹ میں ناکام ہو گئی اور اب وہ ضمنی بجٹ کے ذریعے اپنے آپ کو ایوان کے اندر پاس کروانا چاہتی ہے۔ 42۔ارب 95 کروڑ 33 لاکھ 74 ہزار روپے کا ضمنی بجٹ انہوں نے اس ایوان کی مہر لگوانے کے لئے رکھا ہے تاکہ ان دونوں volume کے اندر انہوں نے جو گڑ بڑ کی ہے اُس کے اوپر اسمبلی کی سٹیمپ لگ جائے اور وہ پاس ہو جائے۔ اُس کے اندر کیا ہوا ہے پورے ایوان میں کسی نے پڑھا ہے یا نہیں پڑھا وہ ایک الگ بات ہے۔ کوئی اس کو study کر سکا کہ اس کے اندر کیا کیا کچھ ہے، کس کس طرح سے اُن figures کو کونوں کے اندر چھپا چھپا کر رکھا گیا تاکہ کسی کی نظر نہ پڑ جائے۔ ہم نے بجٹ پڑھ لیا، اس کو دیکھ لیا، اس پر بحث بھی ہو گی اور بحث بھی کریں گے جو کر سکتے ہیں۔ جتنے ایوان کے معزز ممبر بیٹھے ہیں اگر یہ بجٹ آپ اُن کو اردو میں دے دیں جو وہ پڑھ سکیں، جو دیکھ سکیں جن کو پھر احساس ہو کہ عوام کی جو tax money ہے اُس کے ساتھ یہ کیا سلوک کر رہے ہیں۔ الّلے تلّلے کے وہ تمام اخراجات کی detail ضمنی بجٹ کی volume 1 اور volume 2 کے اندر ڈالی گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ صحت کے بجٹ کے حوالے سے بھی انہوں نے ضمنی بجٹ مانگا ہے۔ کچھ گزارشات اُس حوالے سے کروں گا تاکہ یہ پتا چلے کہ صحت کے حوالے سے ان کی کیا ترجیحات تھیں۔ کتنا بجٹ رکھا گیا، کتنا بجٹ استعمال ہوا، کتنا بجٹ استعمال نہیں ہو سکا اور کتنے بجٹ کو بیوروکریسی نے figures کو بہتر کرنے کے لئے اُس بجٹ کو reduce کر کے اُس کی percentage نکال کر ایوان کے سامنے پیش کر دی، although بجٹ کچھ اور پیش کیا گیا تھا۔ ہسپتالوں کے اندر جو حالت ہے اس کا تھوڑا سا نقشہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا تاکہ step by step چیزوں کو میں discuss کر سکوں۔ سرکاری ہسپتالوں پر توجہ دینے کی بجائے حکومت نے اُن کاموں پر توجہ دی جو شاید نظر آتے ہیں میٹرو، انڈر پاس اور فلائی اوور ہو گیا، سرکاری ہسپتالوں کے اندر ڈاکٹروں کی کمی، نرسز کی کمی، بیڈز کی کمی کو حکومت پوری کرنے میں بُری طرح ناکام رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ حکومت کے عہدے داروں اور منسٹرز کے بارہا بلند بانگ دعوؤں کے باوجود ہسپتالوں کے اندر غریب آدمی کو علاج معالجے کی مفت سہولت میسر نہیں ہو سکی۔ اس موجودہ اسمبلی کے اندر جو تینوں بجٹ

2013-14,2014-15 اور 2015-16 پیش کئے گئے ان میں بڑی بڑی باتیں کی گئیں۔ میں ان کے assurance کے حوالے سے جو انہوں نے پہلا بجٹ 14-2013 کے اندر پیش کیا اُس کے اندر انہوں نے کیا دعوے کئے میں پڑھ کر سناؤں گا۔ 14-2013 گزر گیا، 15-2014 گزر گیا اور 16-2015 آگیا اُن میں سے ان کا کوئی وعدہ پورا نہیں ہو سکا اور غریب عوام کے لئے بجٹ تو استعمال نہیں ہوا لیکن ان کی من پسند کمپنیوں کو وہ بجٹ ملا یہ audit report میں ہے جو میں ابھی تھوڑی دیر میں آپ کو پڑھ کر سناؤں گا۔ اتنی شہنشاہیت کہ جس کو جو مرضی اور جس طرح مرضی اُٹھا کر دے دیں اور پھر اُن سے پوچھا بھی نہ جائے۔ میرا خیال ہے کہ جمہوری حکومت کے اندر عوام ہوتی ہے، رعایا نہیں ہوتی یہاں پر انہوں نے ہمارے ساتھ سلوک رعایا والا شروع کر دیا ہے۔ جمہوریت کا لبادہ اوڑھ کر ہمارے اوپر شہنشاہیت آگئی اور ہمیں رعایا سمجھنا شروع کر دیا جبکہ ہم رعایا نہیں ہیں۔ ہم عوام ہیں، یہ جمہوریت ہے تو جمہوریت کی صحیح معنوں کے اندر تعریف بھی وہی کرنی چاہئے جو جمہوریت کے علمبردار دنیا میں گزرے ہیں انہوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو دوں گا صوبائی دارالحکومت لاہور جس کے اس وقت سرکاری ہسپتال کے اندر 2 ہزار 783 ڈاکٹرز، 2 ہزار 225 نرسز، 8500 بیڈز کی اشد ضرورت ہے اور پہلے بھی اسمبلی کے floor پر میں نے یہ بات کی اب پھر کر رہا ہوں کہ ہم کسی ہسپتال میں چلے جائیں سفارش کے بغیر دوائی نہیں مل رہی۔ ایم پی اے، ایم این اے کی سفارش کے بغیر دوائی نہیں مل رہی، بیڈ نہیں مل رہا اور ventilator نہیں مل رہا۔ جنرل ہسپتال جہاں پر لاہور بھر کی head injuries اور دوسرے کیسز آتے ہیں، آپ یقین مانئے ایک جوان بچے کے لئے میں نے کئی دفعہ فون کیا لیکن ventilator نہیں مل سکا۔ جب صوبائی دارالحکومت جہاں وزیراعظم، وزیراعلیٰ اور بڑے فیڈرل منسٹر ہیں۔ اس صوبے کے اندر یہ صورتحال ہے تو ڈیرہ غازی خان میں کیا ہوگا، یہ جنوبی پنجاب والے کیوں کھپ ڈالتے ہیں، کیوں رولا ڈالتے ہیں؟ یہ صحیح رونا روتے ہیں، یہ اپنی محرومیوں کا رونا روتے ہیں، یہ صحیح کہتے ہیں کہ ہمیں دکھایا کچھ جاتا ہے اور کیا کچھ جاتا ہے۔ یہ صحیح کہتے ہیں کہ ہمیں بجٹ کے دنوں میں بجٹ تو بہت بھاری بھرکم دکھا دیا جاتا ہے لیکن جب استعمال کرنے کی باری آتی ہے تو اس کو وہاں سے نکال کر دوسری جگہوں پر استعمال کر لیا جاتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ ہم نے ٹوٹل بجٹ کا 35 فیصد south belt میں رکھ دیا ہے۔ جمہوری دور کے اندر ان لوگوں میں محرومیاں پیدا ہو رہی ہیں اور ان کی محرومیوں کو دور کرنے کا وقت ہے۔ یہ اگر صوبہ مانگتے ہیں تو ٹھیک مانگتے ہیں، یہ ان کا حق ہے اور پاکستان کا آئین ان کو یہ حق دیتا ہے۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ نے لاہور کو پیرس اور پیرس سے استنبول بنانے کا جو خواب دیکھا ہوا ہے۔پیرس بنا نہیں اور پیرس سے استنبول میں آ گئے۔یہ شاید پاس پاس ہی لگتے ہیں۔ محکمہ صحت پنجاب کی سرکاری دستاویزات کے مطابق لاہور میں اس وقت 255 وہ تمام چھوٹے موٹے ہسپتال موجود ہیں جن کی میں آگے detail بتاؤں گا جن میں

38 BHUs, 95 Dispensaries, 1 District Hospital, 6 Rural Health Centres, 58 MCH Centres, 42 Teaching Health Facilities, 9 Specialize Hospital

اور چار THQs کام کر رہے ہیں۔ لاہور کے تمام ہسپتالوں میں صرف 4961 ڈاکٹرز اور 4797 نرسیں موجود ہیں۔ان کی کمی میں نے پہلے بھی اپنی تقریر میں آپ کے سامنے بیان کی جبکہ باقی تمام اسامیاں خالی پڑی ہیں۔آپ میٹرو کے ایک کلو میٹر پر 2۔ارب روپیہ تو بڑی آسانی سے لگا دیتے ہیں لیکن ہسپتالوں میں غریب آدمی مرتے جا رہے ہیں وہاں پر آپ کو توفیق نہیں ہوتی کہ ڈاکٹروں کی اسامیاں پوری کر دی جائیں۔آپ 4 کروڑ روپیہ تو ڈی جی، ایل ڈی اے کو انعام کے طور پر میٹرو بنانے پر دے دیتے ہیں لیکن آپ یہ نہیں دیکھتے کہ غریب عوام کس پُرسان حال سے گزر رہی ہے، اس کو ڈسپرین مہیا نہیں ہے۔آپ نے تو شہنشاہیت کی مثال پیدا کر دی ہے کہ جس کو چاہیں جو مرضی دے دیں کیونکہ آپ کا پیسا ہے اور غریب عوام آپ کی خادم ہے۔

جناب سپیکر: ذرا ٹائم کا بھی خیال کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں request کروں گا کہ مجھے تھوڑی بات کر لینے دیجئے۔

جناب سپیکر: باقیوں نے بھی بات کرنی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ضرور کریں لیکن میں ضمنی بجٹ پر بول رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بولیں لیکن دوسروں کا بھی خیال کیجئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سن لیں، سچی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، سنائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف ابھی تک تشریف نہیں لائے اس لئے تھوڑی سی مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف کا اپنا ایک استحقاق ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ان کا استحقاق تو نہیں لے سکتا وہ ہمارے لیڈر ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، دوسروں کے ٹائم کا خیال کیجئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے لاہور کے ہسپتالوں اور ان میں جو کمیاں ہیں ان کی آپ کے سامنے بات کی ہے آپ نے ہیلتھ کا ضمنی بجٹ تو منظور کروانے کے لئے بات کر لی ہے لیکن یہ سوالیہ نشان جو میں میڈم منسٹر کے لئے چھوڑے جا رہا ہوں کہ کیا یہ بتائیں گی کہ ہسپتال کے اندر کب تک یہ اسامیاں پُر کر لیں گی؟

جناب سپیکر! میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے بھی بات کروں گا کیونکہ یہاں جنوبی پنجاب کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ جنوبی پنجاب کے تین بڑے سرکاری میڈیکل کالج ہسپتالوں میں 58 پروفیسر، 46 ایسوسی ایٹ پروفیسر، 55 اسسٹنٹ پروفیسر اور 13 سینئر رجسٹرار، 1600 سے زیادہ نرسیں پیرا میڈیکل سٹاف سمیت دیگر عملے کی اسامیاں گزشتہ کئی سالوں سے خالی پڑی ہیں۔ پھر لاہور کے ہسپتالوں پر اُدھر سے پریشر تو آئے گا۔ جب آپ اُن کو سہولتیں نہیں دیں گے تو پھر مسائل تو پیدا ہوں گے۔ قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں پروفیسر کی 16، ایسوسی ایٹ پروفیسر کی 16، اسسٹنٹ پروفیسر کی 30 اور ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج میں پروفیسر کی 16، ایسوسی ایٹ پروفیسر کی 9، اسسٹنٹ پروفیسر کی 3 جبکہ شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان میں پروفیسر کی 23، ایسوسی ایٹ پروفیسر کی 13، اسسٹنٹ پروفیسر کی 19 اور سینئر رجسٹرار کی 13 اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ جب آپ ہیلتھ کا بجٹ رکھتے ہیں تو پھر اس کے مطابق اس کی utilization بھی ایوان کو بتایا کریں۔ اس میں فراڈ بازی نہیں ہونی چاہئے اس میں تو بات ٹھیک کی جانی چاہئے۔ 14-2013 کے بجٹ کے مطابق انہوں نے ڈویلپمنٹ کا بجٹ 19۔ ارب 45 کروڑ 58 لاکھ 51 ہزار روپے رکھا۔ اس کی جو saving آئی وہ 45.14 تھی۔ جب انہیں پتا چلا کہ یہ figure تو عوام کے سامنے جائے گی، اسمبلی کے سامنے پیش ہو گی تو انہوں نے یکدم reverse مارا اور اس ڈویلپمنٹ کے فنڈ کو 14۔ ارب 56 کروڑ 12 لاکھ اور 21 ہزار روپے کر دیا۔ انہوں نے اس کا 26.70 فیصد variance کر دیا۔ یہ تو ان کی کارکردگی ہے جو میں آپ کے سامنے بتا رہا ہوں۔ ایک اور 13-2012 کے variance کے حوالے سے 17۔ ارب 25 کروڑ 9 لاکھ 52 ہزار روپے ہے اور اس کی 46.54 فیصد variance بنتی ہے اس کو کم کر کے 11۔ ارب 71 کروڑ 16 لاکھ 76 ہزار روپے کر دیا گیا۔ اسمبلی کچھ اور پاس کرے، یہ ٹھنڈے کمروں میں بیٹھ کر figures کو تبدیل کر لیں۔ مجھے بتائیں کہ اس ایوان کے اندر آپ بجٹ پاس

کیوں کرواتے ہیں؟ نہ کروائیں، رہنے دیں، یہ خود بنالیں، بیوروکریسی کو کہہ دیں، آپ نے بیوروکریسی کی لکھی ہوئی تقریر پڑھنی ہے۔ بیوروکریسی کو کیا پتا، انہیں تو علاج معالجے کی مفت سہولتیں میسر ہیں، وہ تو غریب آدمی کو میسر نہیں ہیں۔ انہوں نے دعوی کیا کہ ہم ہیلتھ انشورنس کے حوالے سے عوام کے لئے بہت کچھ کریں گے۔ انہوں نے موبائل ہیلتھ یونٹ کی ناکارہ سکیم کو جاری کیا اور میں اس کی تھوڑی سی detail بتا دیتا ہوں۔ میڈم منسٹر اس کو ذرا غور سے سن لیں کیونکہ وہ ان کے رنگ میں اسی طرح رنگی گئیں جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری بہن بہت قابل عورت ہے، ماہر معاشیات ہے، ان کا پڑھانے کا بھی تجربہ ہے لیکن مہربانی کرکے ان figures کو بھی دیکھیں کہ آپ کی ناک کے نیچے یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں ہیلتھ انشورنس کے حوالے سے یہ کہہ رہا ہوں کہ:

> Unauthorized payment of operational cost without execution of agreement rupees 100.59 million.

جناب سپیکر: کتاب کا نام بھی بتا دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ 13-2012 کے مطابق، اس میں کہا گیا کہ:

> During audit of Health Department it was revealed that an amount of Rs.90.59 million was paid to M/S MEDI-URGE @ 250 per patient for providing health, care services, two mobile units, purchased by the Govt. which was subsequently outsourced to M/S MEDI-URGE. The vouched account pertaining to the said payment was not produced to audit.

جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب بیٹھ جائیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ نہ پریشان ہوا کریں، آپ یکدم پریشان ہو جاتے ہیں۔ یہ آپ لوگوں اور آپ کے بچوں کے فائدے کی بات کر رہا ہوں، آپ نہیں سننا چاہتے تو میں بند کرکے بیٹھ جاتا ہوں۔

> The payment was released without entering into an agreement. Mr Speaker!

جناب سپیکر! آپ نے یہاں پر بلند بانگ دعویٰ کیا کہ ہم موبائل یونٹس بنا رہے ہیں جو لوگوں کو دیکھا کریں گے، آپ نے پیسے کن کو دے دیئے، ان کا تو آپ آڈٹ ہی نہیں کر سکتے۔

> The payment was released without entering into agreement with the firm in the absence of the vouched account. Therefore, the authenticity of the expenditure could not be verified.

جناب سپیکر! جب آپ کہتے ہیں کہ ضمنی بجٹ ہمیں دے دو جتنا بھی پیسا ہے ہم خود اس کو کر لیں گے، جو آپ منظور کرواتے ہیں، جو آپ متعلقہ اداروں اور authorities کو دیتے ہیں۔ اس بارے تو آپ ان سے پوچھ نہیں سکتے اگلا بجٹ ہم آپ کو کیوں دے دیں؟ اسمبلی جواب مانگتی ہے اور آپ ہمیں جواب دیں کہ آپ جو بجٹ دوسروں کو دیتے ہیں تو آپ ان کی performance تو دیکھیں گے، یہ عوام کا tax money ہے اور یہ کسی کے ذاتی پیسے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! سرکاری ہسپتال کے اندر جو ایک شیڈول دیا جاتا ہے کہ آپ نے مریض سے کیا charge کرنا ہے۔ اس کے مطابق آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ کے مطابق پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں نے کلینیکل سروسز اینڈ ایڈمشن کی مد میں مریضوں سے 240 ملین روپے سرکاری نرخوں سے زیادہ وصول کئے۔ یہ بھی آڈیٹر جنرل پاکستان کی 14-2013 کی رپورٹ کے اندر درج ہے اور اس کا صفحہ نمبر 131 اور 132 ہے۔ اس کے اندر وہ تمام details ہیں جو میرا خیال ہے اگر آپ اس کو پڑھ لیں گے تو پتا چل جائے گا کہ عوام کو یہ کس طرح سے deal کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی، ٹائم کا کچھ خیال کیجئے۔ دوسروں کو بھی موقع ملنا چاہئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ ایک Drug Testing Laboratory بنا رہے ہیں۔ آپ ضرور بنائیں، کوئی اعتراض نہیں ہے، اچھا قدم ہوگا لیکن جو پہلی بنی ہوئی ہیں DTL جسے Drug Testing Laboratory کہتے ہیں آپ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے جا رہے ہیں؟ آپ نے ایک اخبار کے اندر expression of interest کے حوالے سے ایک اشتہار دیا اور اس ڈیپارٹمنٹ میں پتا چل گیا کہ ایک فیڈرل منسٹر جو ایک خاص منسٹر ہے ان کے بیٹے کو نوازنے کے لئے انڈیا کی چنائی کی کمپنی کے ساتھ آپ agreement کر رہے ہیں۔ یہ وہی کمپنی ہے جس نے پی آئی سی کے اندر جب میڈیسن دی تھی تو سینکڑوں اموات واقع ہو گئیں۔ آپ اس Drug Testing Laboratory کو ختم کر کے

انڈیا کے ساتھ معاہدہ کرنے جا رہے ہیں۔ حکومت کوئی خوف خدا کھائے، پہلے سینکڑوں اموات ہو گئیں، اب آپ نے فیڈرل منسٹر کے بیٹے کو نوازنے کے لئے یہ کام پکڑ لیا۔ وہ یہاں نہیں رہتے، پاکستان میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے، ان کا باہر کاروبار زندگی ہے اور ان کے بیٹے کو نوازنے کے لئے یہ کام کیا جا رہا ہے۔ کمپنی پر کمپنی، لوٹ مار اور لوٹ سیل لگا دی، ہر جگہ کمپنی جو کام ایک روپے میں ہونے والا تھا وہ ایک لاکھ روپے میں ہونا شروع ہو گیا۔ میں چاہوں گا کہ میڈم منسٹر صاحبہ اس بارے میں بھی تھوڑا سا ضرور جواب دیں۔۔۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ صبح سے ایک ہی تقریر چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں بات کرتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اب میں لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے تھوڑے حقائق آپ کے سامنے رکھوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی بڑی مہربانی، اب آپ ذرا تھوڑی سی جلدی کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں تھوڑی چیزیں لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے ایوان کے سامنے رکھوں گا۔ ایل ڈی اے کا ادارہ یعنی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے آپ نے ایل ڈی اے کی بدمعاشی پورے شہر میں شروع کر دی۔ چھوٹی چھوٹی دکانیں، جو کھوکھے بنے ہوئے ہیں، جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے under آتے تھے، جہاں سے commercialization fee اکٹھی کی جاتی تھی۔ آپ نے بدمعاشی کر کے ان کے اختیارات کس آئین اور قانون کے تحت واپس لے کر ایل ڈی اے کو دے دیئے؟ وہ پورے لاہور شہر کے اندر دکانیں seal کرتا پھرتا ہے اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ غریب کو دکان سے پکڑا جاتا ہے، اس کے گریبان سے پکڑ کر اسے باہر نکالا جاتا ہے اور اس کا شٹر نیچے کر کے تالا لگا کر اس پر seal لگا دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! لوگوں کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں اوپر سے کہتے ہیں کہ ہم نے ٹیکس فری بجٹ دیا ہے۔ آپ نے تو غریب کا جینا حرام کر دیا ہے اور آپ نے غریب ویسے مار دینے ہیں، آپ کو اپنی تسکین کی ذاتی انا کے لئے جو آپ کے منہ سے قول نکل جاتے ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے جو کچھ مرضی کرنا پڑ جائے آپ اپنی ضد ضرور پوری کریں گے۔ آپ ایک ضدی بچے کی طرح ضرور کام کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! pleaseچند minutesچاہئیں۔

جناب سپیکر: جی، ایک minuteمیں مہربانی کر کے wind upکر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پچھلے دس سال سے آپ نے ان اداروں کا آڈٹ نہیں کیا، آپ نے ٹاؤنز کو پیسے دیئے، اگر میں یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں، اگر حکومت ان ٹاؤنز کی کرپشن میں ملوث نہیں ہے تو پھر اس floorپر میڈم منسٹر آپ یہ اعلان کریں کہ ہم لاہور کے تمام ٹاؤنز کا سپیشل آڈٹ کروا رہے ہیں۔ اگر یہ اعلان نہیں کرتے تو میں یہ سمجھوں گا کہ حکومت نے اپنے سیاسی بندوں کو وہاں پر مقرر کیا ہوا ہے، جو لوگوں کا اربوں روپیہ رمضان بازار، سستا بازار اور اتوار بازار کی شکل میں اپنی جیبوں میں ڈال رہے ہیں۔ وہاں پر جو لائٹس آتی ہیں، وہاں پر جو patchworkکیا جاتا ہے، وہاں پر جو سیوریج پڑتا ہے اور وہاں پر پانی کے پائپ پڑتے ہیں ان تمام میں کرپشن ہوتی ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ صرف مجھے پانچ منٹ دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میاں صاحب! آپ ایسے نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ بھی ایسے نہ کریں، آپ مہربانی کریں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! کیا دوسروں کا ٹائم نہیں ہے؟ یہ 371 ممبران کا ایوان ہے۔ یہ صرف میرا اور آپ کا تو نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! صرف پانچ منٹ دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ صرف دو منٹ میں بات ختم کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ سن لیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، .order pleases order in the Houseآپ کیا کرتے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ Volume-I گورنمنٹ کی اشتہاری مہم، گورنمنٹ نے اپنی ذاتی، ہنستی تصویروں کے اشتہارات غریب کی لاشوں پر لگائے ہیں وہ سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ سنائیں، جب آپ کا دو منٹ کا ٹائم پورا ہو جائے گا تو میں bellکر دوں گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! وہ صبح سے باتیں کر رہے ہیں۔۔۔
جناب سپیکر: جی، وہ باتیں کر رہے ہیں، میں بھی سن رہا ہوں۔ جی، آپ مہربانی کریں۔ please carry on.
جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! خیبر پختونخوا کی لاشوں کی باتیں کریں۔۔۔
جناب سپیکر: آپ اُدھر جا کر خیبر پختونخوا میں کر لیں۔ میں تو آپ کو نہیں روکوں گا وہاں جو کرتے ہیں آپ بھی کریں۔
میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کبھی Fund for institutional arrangement for Media and National Narrative کے لئے 5 کروڑ روپے، Fund for Media campaign regarding Law and Order Situation کے لئے ایک کروڑ 30 لاکھ روپے، پھر آگے Fund to meet the expenditure of the publicity campaign کے لئے 3 کروڑ 75 لاکھ 6 ہزار روپے، پھر Fund for publicity campaign regarding appeal to Gujranwala Awam کے لئے ایک کروڑ 9 لاکھ 5 ہزار روپے، اس کے بعد پھر 4 کروڑ روپے کے فنڈز رکھ دیئے گئے۔ اب جاتی امرا کے لئے بھی پھر تھوڑا سا سن لیں، انہوں نے کہا ہے کہ جاتی امرا اور ماڈل ٹاؤن کے لئے تو ہم نے ایک پیسا بھی نہیں رکھا۔ ایڈیشنل چیف سیکرٹری جو بیسیوں دفعہ چائنا گئے اس کے لئے بھی کروڑوں روپے رکھ دیئے گئے ہیں۔ وہ تو چائنا کے دورے ایسے کرتے رہے ہیں جیسے چنگ چی رکشے پر چائنا آ جا رہے ہوں، چائنا ان کے لئے چنگ چی بنا ہوا ہے، یہ تو ان کے لئے سمن آباد اور لوہاری دروازے کی طرح ہو گیا ہے، اس طرح اس مد میں بھی عوام کا کروڑوں روپیہ لگا دیا گیا ہے۔
جناب سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ Time is over now.
میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے اپنی بات تو مکمل کرنے دیں۔
جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ
میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ بات کرنے دیں۔
جناب سپیکر: میں نے آپ کو پہلے ہی دو منٹ دیئے ہیں۔ بہت مہربانی۔ میاں صاحب! بہت شکریہ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اسی طرح ایچ بلاک میں سکیورٹی کے لئے کروڑوں روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اب آپ میڈیا میں جائیں، بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ میاں صاحب! آپ میری بات نہیں مان رہے، آپ میری بات ہی نہیں سن رہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! دو منٹ اور دے دیں۔

جناب سپیکر: ان کی بات کو ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے، آپ کیا کر رہے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے دو منٹ کہا، پھر ایک منٹ کہا، میں اب آپ کو ٹائم نہیں دیتا، میاں صاحب! اب آپ مہربانی کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ میری بات تو ختم ہونے دیں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اب آپ ان کو ویسے ہی لکھوا دیں، بڑی مہربانی۔ چودھری عامر سلطان چیمہ مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک التوائے کار نمبر 237 اور 728 برائے سال 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری عامر سلطانہ چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 237/14 اور 728/14 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 237/14 اور 728/14 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 237/14 اور 728/14 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چودھری فقیر حسین ڈوگر مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کورم کی نشاندہی کر رہے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے مجھے اپنی تقریر مکمل نہیں کرنے دی لہٰذا میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس وقت question put کر چکا ہوں اس کے بعد دیکھوں گا۔

نشان زدہ سوال نمبر 2405/14 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Starred Question No. 2405/2014 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA (PP-271)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Starred Question No. 2405/2014 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA (PP-271)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Starred Question No. 2405/2014 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA (PP-271)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میاں اسلم اقبال صاحب! آپ کورم کی نشاندہی کرتے ہیں؟

کورم کی نشاندہی

میاں محمد اسلم اقبال: جی، کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کورم کی نشاندہی کر دی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ تمام معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی کی جائے۔ معزز ممبران اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں گنتی کی جا رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے کورم کی نشاندہی کی تھی کورم پورا نہیں ہے اس لئے دوبارہ گنتی کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ میرا اختیار ہے آپ کا نہیں۔ آپ کی مہربانی، آپ کی بڑی مہربانی۔ میں کہتا ہوں کہ کورم پورا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کورم پورا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! 84 ممبران ہیں۔

جناب سپیکر: 94 ممبران موجود ہیں۔ There are 94 members. آپ ایسا نہ کریں۔ آپ ٹائم ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ جی، میاں طارق محمود صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں پانچ منٹ بعد پھر کورم point out کروں گا۔

جناب سپیکر: وہ آپ کا اختیار ہے آپ کریں، آپ جو مرضی کریں لیکن 94 ممبران ہیں اس سے کم نہیں This I tell you آپ کو اس بات کا پتا ہونا چاہئے کہ گنتی میرا سٹاف کرتا ہے میں نہیں کرتا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، میاں طارق صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو ضمنی بجٹ کے حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کو اور آپ کو۔۔۔

(اس مرحلہ پر کچھ معزز ممبران حزب اقتدار ایوان سے باہر جانے لگے)

جناب سپیکر: آپ کی سیٹوں پر کہیں کانٹے تو نہیں ہیں جو آپ کو بیٹھنے نہیں دیتے، آپ پھر کدھر جا رہے ہیں؟ اگر کورم ٹوٹا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ جی، طارق محمود صاحب!

ضمنی بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کا یہ طریق کار رہا ہے کہ اپنی تقریر کرنے کے بعد چاہے ان کو ایک گھنٹہ ملے چاہے دو گھنٹے ملیں وہ اپنی ساری تقریر مکمل کرنے کے بعد جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے تو ان کا رویہ مناسب نہیں ہوتا۔ سپیکر کی عزت و احترام اپوزیشن اور گورنمنٹ دونوں اطراف کو کرنا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کروانا جانتے ہیں۔ آپ اپنی بات کریں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! انہیں اس بات کا خیال کرنا چاہئے، میں خود دیکھ رہا ہوتا ہوں کہ آپ ان کے تمام معاملات اچھے طریقے سے deal کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے لئے آپ سب معزز ممبران ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ہم سب کو اس ایوان کے وقار کی خاطر اپنی اپنی جگہ پر احترام کرنا چاہئے، جب اجلاس ایک گھنٹہ لیٹ ہوتا ہے پھر بھی دیکھا جاتا ہے تو آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ روایات کو قائم رکھنے کے لئے اپوزیشن کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب اپنی تقریر کر چکے ہیں اور انہوں نے extra time بھی لیا ہے اس کے باوجود جب انہیں کہا گیا کہ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ آرام سے بیٹھ جاتے، کسی اور کو موقع دیتے انہوں نے یہ طریقہ استعمال کیا کہ کورم پورا نہیں ہے پھر جو میں نے پہلی بار کہا ہے کہ آکر سپیکر کو direct کہنا کہ کورم پورا نہیں ہے حالانکہ کورم پورا ہے، ساری دنیا دیکھ رہی ہے اور میڈیا بھی دیکھ رہا ہے کہ کورم پورا ہے لہٰذا میری گزارش ہے کہ ہمیں روایات کو قائم رکھنا چاہئے، ہمیں اس ایوان کے تقدس کو اور بہتر بنانا چاہئے جو ہم نہیں بنا رہے۔ ہمیں اس کو بہتر کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں بجٹ کے حوالے سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری جو سفارشات ہیں، ہم جو بہتر سمجھتے ہیں اس بارے میں ہمیں ایوان کے اندر اپنا اپنا نقطہ نظر ضرور بتانا چاہئے۔ آج یہ کہہ دینا کہ میٹرو بس پر 2۔ارب روپے جا رہے ہیں۔ کیا اس ملک میں، اس صوبے میں صرف ہسپتالوں کو ہی درست کرنے کی ضرورت ہے؟ اگر لوگوں کو بہتر سہولتیں ملیں گی، اگر بچوں کو کھیل کے میدان ملیں گے، اگر میٹرو بس جیسا منصوبہ ہو گا، مسافروں کو تکلیفیں نہیں ہوں گی تو بیماریاں ختم ہو جائیں گی۔ آج اس لاہور شہر کو دیکھ لیں، میں صبح چوک یتیم خانہ سے گزرا ہوں اسے دیکھ لیں ہماری حکومت نے مثالی کام کئے ہیں جو دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ ایک بھی جو اچھا کام ہوا انہیں خدا نے توفیق نہیں دی کہ یہ کہیں کہ یہ کام اتنا اچھا ہے۔ وہ فاصلہ جو ایک گھنٹے میں طے ہوتا تھا آج وہ پندرہ منٹ میں طے ہوتا ہے۔ جو بہتری کے لئے کام ہوئے اگر آج راولپنڈی میں میٹرو بس کا منصوبہ آیا تو لوگوں کا وقت save ہوا، مزدوروں کو مزدوری کے لئے جانے کے مواقع ملے۔ یہ کہہ دینا کہ آج ہسپتالوں میں حالات اتنے خراب ہیں۔ کیا یہ منصوبہ پی ٹی آئی والے نہیں لا سکتے کہ کالا باغ ڈیم سے سستی بجلی ملتی ہے آؤ ہم قرارداد پیش کرتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم بنائیں۔ انہیں یہ بات نظر نہیں آتی؟ یہ سب سے اچھا منصوبہ لائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی بہتری کے لئے کام کریں گے۔سندھ میں گرمی پڑی تو یہاں پر ہم نے قرارداد پاس کی۔ جس طرح پنجاب میں ڈینگی کے بارے میں ہماری حکومت نے کام کیا اور اسے ختم کیا یہ دنیا میں ایک مثال ہے۔اس پر وزیر اعلیٰ نے جتنی محنت اور کوشش کی میں کہتا ہوں کہ صبح سے لے کر رات گئے تک ان کی ساری ٹیم کام کرتی رہی۔ کبھی ہم نے سوچا کہ کتنے عرصے میں ڈینگی کو ختم کیا گیا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں جو کامیابی ملی یہ اسی محنت کی وجہ سے ملی ہے۔آپ جا کر کسی ہسپتال میں دیکھ لیں وہاں ایمرجنسی ملتی ہے، میڈیسن بھی ملتی ہے لیکن بہتری کی ضرورت ہے اور رہے گی، میں کہتا ہوں کہ ہم نے جو BHUs بنائے تھے وہ بڑے عرصے سے پرانے ہو گئے ہیں اب ہمیں انہیں تبدیل کرنا چاہئے اور انہیں بہتر کرنا چاہئے، ہمیں تمام صوبے میں dangerous buildings کے لئے پیسے رکھنے چاہئیں اور تمام بلڈنگز ٹھیک کرنی چاہئیں اور ان کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے لیکن کسی نے جو اچھا کام کیا ہے اسے چھوڑ کر ساری کی ساری تقریر اور اسی پر اپنا وقت ضائع کر دیں کہ یہ غلط ہو رہا ہے، غلط ہو رہا ہے۔جو آڈٹ رپورٹ ہے وہ بھی اسی حکومت نے پیش کی ہے جس نے اپنی خامیاں نہیں چھپائیں اس کا کریڈٹ بھی اسی حکومت کو جاتا ہے کہ وہ آڈٹ میں تمام چیزیں لاتے ہیں۔ ہم بھی پی اے سی میں بیٹھتے ہیں تو ہم بھی کوئی لحاظ نہیں کرتے۔ ہمیں اس حکومت اور اس ملک کا ایک ایک پیسا خرچ کرنے کے لئے اچھے طریقے سے سوچنا چاہئے۔میری گزارش ہے کہ ہمیں اس بجٹ میں زمینداروں کے لئے ایک ایسی ٹیکنالوجی متعارف کرانی چاہئے جس میں سستے سے سستا سولر ٹیوب ویل زمیندار کو دیں اور اس ٹیوب ویل کی وجہ سے وہ زمیندار خوشحال ہو سکتا ہے۔ جیسے ہم نے گرین ٹریکٹر دیا اس طرح ضرورت ہے کہ ہم اس ضمنی بجٹ میں اس کو اس کا حصہ بنائیں تاکہ ہم اپنے زمیندار کو خوشحال کر سکیں اور اسے مہنگی بجلی اور مہنگا پٹرول نہ خریدنا پڑے اور وہ اس کی طرف آئے۔

جناب سپیکر! یہاں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ استنبول، یہ ہماری خوش قسمتی ہے اور ہماری حکومت کا یہ بہت اچھا اقدام ہے کہ ہم اپنے ہی ایک مسلمان ملک ترکی کے ساتھ اپنے تمام پراجیکٹ چلانے لگ پڑے ہیں۔ جس طرح وہ ہماری support کر رہے ہیں، وہ جس دل سے یہاں آ کر اس ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اس کی مثال بھی اس سے پہلے کوئی نہیں ہے۔ ہم یہ بھی کہہ گئے کہ ہم فرانس کو چھوڑ کر ترکی آ گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک مسلمان ملک دوسرے مسلمان ملک کی مدد کرے اور ہم سب مل

کر اپنے معاملات کو چلائیں تو اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے؟ ہم ترکی کے ساتھ مل کر بہت سے منصوبے چلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر رمضان بازاروں کا بھی ذکر ہوا۔ میں challenge کرتا ہوں اور آپ پورے صوبہ کے کسی بھی رمضان بازار میں چلے جائیں تو وہاں پر آپ کو ایک سسٹم نظر آئے گا اور سستی ترین چیزیں ملیں گی۔ حکومت نے قیمتوں پر کنٹرول کیا ہوا ہے۔ حکومت اس حوالے سے بہت محنت کر رہی ہے اور دل سے چاہتی ہے کہ اشیاء کی قیمتوں پر کنٹرول کیا جائے تو اس پر تنقید کرنا مناسب نہیں۔ البتہ جو معاملات خراب ہیں ان پر تنقید ضرور کریں۔ میں اپنے حزب اختلاف کے ساتھیوں سے کہوں گا کہ ذرا کسی وقت شوکت خانم ہسپتال کا چکر بھی لگا لیں اور وہاں پر لوگوں کو ذلیل ہوتا ہوا دیکھیں۔ اگر کسی غریب آدمی کو کینسر کا مرض لاحق ہو گیا اور وہ شوکت خانم ہسپتال علاج کے لئے چلا جائے تو اسے لمبے عرصے کی چٹ ملتی ہے کہ آپ کا علاج دو سال کے بعد شروع کیا جائے گا۔ پنجاب حکومت اس صوبے میں بہتری لانے کے لئے دن رات کوشش اور محنت کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! حزب اختلاف کی طرف سے موبائل ہیلتھ یونٹس پر بھی تنقید کی گئی۔ فرض کریں کہ اگر کسی علاقے میں فوری طور پر لوگوں کو علاج معالجہ کی ضرورت ہے تو اس کے لئے موبائل ہیلتھ یونٹس بہترین طریقہ ہے۔ موبائل ہیلتھ وین کے ذریعے لوگوں کو بروقت علاج معالجہ کی سہولت میسر کی جا سکتی ہے لہٰذا اس اقدام کو تو appreciate کرنا چاہئے۔ یہاں Drug Testing Laboratory کا بھی ذکر کیا گیا۔ جس انداز اور تیزی کے ساتھ صوبے میں جعلی ادویات آ رہی ہیں اس کے لئے یہ Drug Testing Laboratory انتہائی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جنہوں نے کورم توڑا ان کو تو آپ نے زیادہ وقت دیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ تھوڑی سی ایک مجبوری تھی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری اس معزز ایوان کے تمام ممبران سے گزارش ہے کہ ہم اپنے رویوں کو بہتر کریں۔ ہم سب لوگ وقت پر آئیں، ایک دوسرے کا احترام کریں اور اس ایوان کی کارروائی کو اچھے طریقے سے چلائیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وہ آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ ایوان میں تو موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: سات منٹ میں آپ اپنی بات ختم کریں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہتر ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میاں طارق صاحب تو بائیس منٹ بولے ہیں۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہے۔ مجھے علم ہے کہ انہوں نے کتنے منٹ بات کی ہے۔ مجھے بار بار آپ challengeکرتے ہیں۔ This is not good. Please be careful.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں شاید سات منٹ بات نہ کروں۔ اگر میں یہاں سات منٹ احتجاجاً خاموشی سے کھڑا رہوں تو یہ زیادہ بہتر ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ کچھ points پر بات کروں۔ میاں طارق صاحب نے بات کی ہے اور ابھی شاید وہ اُٹھ کر ایوان سے باہر چلے گئے ہیں۔ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ یہاں پر کوئی نہ کوئی اُٹھ کر خیبر پختونخوا کے ساتھ comparison ضرور کرتا ہے۔ معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے بڑی دفعہ یہ comparison کیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایک طرف دو سال کا تجربہ جبکہ دوسری طرف 25 سالوں سے زیادہ کا تجربہ ہے لہٰذا دونوں کا آپس میں مقابلہ بنتا نہیں۔ جس بندے نے دو سال پڑھائی کی ہو وہ 25 سال پڑھائی کرنے والے کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے؟ ان کا آپس میں فرق دیکھنا اور سمجھنا بڑا آسان ہے۔ ایک کا دو سال کا تجربہ اور دوسرے کا 25 سالوں کا تجربہ یہ تو زمین آسمان کا فرق ہے۔

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کی سب سے زبردست بات یہ ہے کہ numbers کو ایک مرتبہ پھر fudge کیا گیا اور ایک مرتبہ پھر numbers کو plus and minus کیا گیا ہے۔ یہاں پر بیٹھے ہوئے 99 فیصد معزز ممبران نے اس کو پڑھا نہیں ہوگا۔ معزز ممبران کی اکثریت کو پتا نہیں کہ ان کتابوں کے اندر کیا لکھا ہوا ہے؟

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! کیا آپ نے اس بجٹ کو پڑھا ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ محترمہ اتنا شور مچا رہی ہیں۔ پہلے ان سے پوچھ لیں کہ کیا انہوں نے اس بجٹ کو پڑھا ہے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ مجھ سے مخاطب ہو کر بات کریں۔ محترمہ! آپ خاموش رہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بیوروکریسی سے یہ numbers fudge کئے جاتے ہیں۔ معزز ممبران کو علم ہی نہیں کہ کیوں numbers بڑھائے جا رہے ہیں، کیوں ضمنی بجٹ لیا جا رہا ہے، کیوں پیسے جمع اور تفریق کئے جا رہے ہیں اور کیوں مختلف جگہوں پر funds allocate کئے جا رہے ہیں؟ Nobody knows anything. Everybody calmly sitting down here. کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ سب ٹھیک ہے۔ ہماری نئی وزیر خزانہ صاحبہ آئی ہیں جو کہ ایک اچھی تبدیلی ہے۔ It is a good change. Hopefully we are hopping مگر انہوں نے بھی وہیں تقریر کی اور وہی سب کچھ کیا جو کہ پچھلی دفعہ ہوا تھا۔ So, hopefully ہم expect کر رہے ہیں کہ ان کے آنے سے کوئی بہتر change آئے گی۔

جناب سپیکر! ہسپتالوں کی بات ہو رہی تھی۔ میں عرض کروں گا کہ صرف لاہور کے ہسپتالوں کا حال جا کر دیکھ لیا جائے۔ ہسپتالوں کے حالات کا نہ صرف اپوزیشن بلکہ حکومتی ممبران کو بھی بخوبی علم ہے۔ اس سچ کا سب کو پتا ہے لیکن حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والے لوگوں میں بات کرنے کی ہمت نہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ سچ بات کہی جائے۔ سامنے والی لائن میں سے اگر کسی ایک بندے نے سچ بات کہی تو ان کو اُٹھا کر پیچھے بٹھا دیا جائے گا اور اگر پیچھے والے نے کہی تو اس کو ایوان سے باہر نکال دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: مراد راس صاحب! ضمنی بجٹ کے حوالے سے بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں تو آپ کو سچ بات بتا رہا ہوں۔ آپ ذرا میرے ساتھ سروسز ہسپتال چلیں۔ میں بتاتا ہوں کہ سروسز ہسپتال کا کیا حال ہے؟ اگر آپ نے کمرہ لینا ہے تو آپ کو رشوت دینا پڑے گی، ڈاکٹر کو چیک کروانا ہے تو رشوت دینا پڑے گی، آپ نے اپنے بستر کی شیٹ تبدیل کروانی ہے تو آپ کو رشوت دینا پڑے گی یعنی سروسز ہسپتال میں ہر کام کے لئے آپ کو رشوت دینا پڑے گی۔ سروسز ہسپتال یہاں سے صرف دس منٹ دُور ہے۔ یہاں بیٹھ کر باتیں کرنی بڑی آسان ہیں۔ یہاں ابھی میاں طارق صاحب رمضان بازاروں کی بڑی تعریف کر رہے تھے۔ میاں صاحب! میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کو رمضان بازار لے کر جاتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ وہاں پر کیسی چیزیں فروخت ہو رہی ہیں۔ یہاں پر کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ ہم نے بیس پچیس رمضان بازار لگا دیئے ہیں۔ لاہور کے اندر سوا کروڑ لوگ ہیں باقی صوبے کی طرف بھی توجہ دیں۔ لاہور سے باہر بھی دیکھ لیا کریں۔ ان کا تو لاہور ہی پنجاب ہے۔ یہ لاہور سے باہر کا تو سوچتے ہی نہیں۔ ابھی حکومتی بنچوں کی طرف سے میرے ایک معزز ممبر نے

ترکی کی بڑی زبردست مثالیں دی ہیں۔ ہم ترکی جیسا نہیں بن سکتے۔ ہم نے اپنے ملک کی صفائی کا contract بھی ترکی کی کمپنی کو دے دیا ہے۔ اگر اتنے experiences کے ساتھ مسئلے حل نہیں ہو رہے تو پھر ہم سے رجوع تو کریں، پوچھیں تو سہی اور تجاویز تو لیں۔ ہم بھی اس ملک اور صوبے کے خیر خواہ ہیں۔ ہم اس صوبے کے دشمن تو نہیں ہیں۔ اگر25 سال کے بعد بھی ان سے مسائل حل نہیں ہو رہے اور سمجھ نہیں آ رہی کہ پولیس کو کس طرح ٹھیک کرنا، سمجھ نہیں آ رہی کہ ایجوکیشن کو کس طرح ٹھیک کرنا ہے، سمجھ نہیں آ رہی کہ ہیلتھ کو کیسے ٹھیک کرنا ہے تو ہم سے بات کریں۔ ہم کوئی اچھی suggestions دیں اگر ان کو ہماری suggestions پسند نہ آئیں تو کوئی بات نہیں مگر ہمارے ساتھ بیٹھیں تو سہی کیونکہ ایک چیز کا تو پتا لگ گیا ہے کہ 25 سال کے بعد بھی کوئی چیز ٹھیک نہیں ہو رہی۔ اگر مجھے25 سال کے بعد یہاں کھڑے ہو کر کہنا پڑے کہ جی، ابھی بھی ہم سوچ رہے ہیں، ابھی بھی ہم اسے کر رہے ہیں، ابھی بھی ہم ان چیزوں کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں تو بات یہ ہے کہ ہمیں وہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیں وہ سب کچھ چھوڑ کر چلے جانا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، میاں محمد اسلام اسلم!

میاں محمد اسلام اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! 16-2015 کا بجٹ جس کا تخمینہ 1447۔ارب اور 24 کروڑ روپیہ ہے اس میں ترقیاتی بجٹ 15.9 فیصد بڑھایا گیا ہے میں اسے بہت اچھا اور معیاری بجٹ سمجھتا ہوں اور یہ محترمہ وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کی efforts ہیں۔ ہمیں جن چیزوں کی ضرورت ہے اُن کی نشاندہی ہمیں مثبت طریقہ سے کرنی چاہئے۔ جس طرح حزب اختلاف کے ہمارے بھائی تنقید برائے تنقید کرتے ہیں اس طرح سے تنقید نہیں کرنی چاہئے بلکہ اُس میں اصلاحی پہلو ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ ہمارا نہری نظام 1902 کا designed ہے جو کہ 4.2 کیوسک فی ہزار ایکڑ کے حساب سے ہے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب زمینیں آباد نہیں تھیں اور کاشتکاری اتنی زیادہ نہیں تھی۔ میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ اب اس کی نئی designing 7.6 کیوسک فی ہزار ایکڑ ہو چکی ہے تو اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے اس کے لئے funding کی جائے تاکہ نئے نظام میں پانی چوری کی کمی ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں دوسری گزارش یہ کروں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے سال چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے 225۔ارب روپے کا package دیا تھا جس میں roads, livestock,

medicines, drinking water, irrigation water and developments کی بہت ساری سکیمیں تھیں تو ایک کمیٹی بنا کر ان کی ratio طے کی گئی تھی جس میں بہاولپور کو 50 فیصد، رحیم یار خان کو 35 فیصد اور بہاولنگر کو 15 فیصد حصہ دیا گیا تھا۔ اس سال اسی حساب سے ڈویلپمنٹ ہوئی اور الحمد للہ کام مکمل ہو چکے ہیں۔ اس ADP میں صرف ضلع بہاولپور کی roads شامل کی گئی ہیں تو میں محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ Serial No. 3934, 3935 and 3936 پر بہاولپور کو یہ roads دی گئی ہیں جبکہ ضلع رحیم یار خان کا 35 فیصد حصہ ہے وہ ہمیں دیا جائے جو کہ طے شدہ ہے۔

جناب سپیکر! اضلاع کی ADP میں تحصیلوں کے ساتھ منصفانہ سلوک نہیں کیا جاتا۔ میں چاہوں گا کہ کوئی ایسا نظام وضع کیا جائے کہ ہر تحصیل کو اُس کے حساب سے مناسب حصہ ملے کیونکہ ہیڈکوارٹرز زیادہ funding لے جاتے ہیں اور تحصیلیں پیچھے رہ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ چولستان کے علاقہ میں ایک لاکھ کی آبادی ہے وہاں پر پرائمری سکول ہیں لیکن ایک بھی ہائی سکول نہیں ہے۔ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی میٹنگ میں چیف سیکرٹری اور سیکرٹری پی اینڈ ڈی سے بھی یہ گزارش کی گئی تھی تو میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ چولستان کے اُس علاقہ کے لئے بچوں اور بچیوں کا ایک ایک ہائی سکول بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو appreciate بھی کروں گا کہ انہوں نے ہمارے علاقہ میں ایک کیڈٹ کالج دیا ہے جو اس سال کی ADP میں شامل ہوا ہے اس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس سال گندم کی فروخت کا بہت زیادہ مسئلہ رہا۔ میں چاہوں گا کہ ایسی پالیسی بنائی جائے کہ آئندہ گندم کا حشر پچھلے سال جیسا نہ ہو۔ جب ہمارے پاس اپنی گندم وافر مقدار میں موجود ہے تو ہمیں Russia سے گندم خریدنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں چاہوں گا کہ آنے والے ٹائم میں ان باتوں کا خصوصی طور پر خیال رکھا جائے۔

جناب سپیکر! کسان کو ڈیزل اور ٹیوب ویل کی مد میں subsidize کیا جائے اور 12½ ایکڑ زمین پر پہلے جو ٹیکس لگتا ہے اُس کے علاوہ کوئی نیا ٹیکس نہ لگایا جائے۔

جناب سپیکر! تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان سے 100 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور ڈویژن بہاولپور سے بھی 100 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور پنجاب کی بڑی تحصیلوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ تحصیل لیاقت پور کو ضلع کا درجہ دیا جائے اور میں اس forum پر دو دفعہ پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! گزشتہ ضمنی بجٹ کا size تقریباً 21۔ ارب 76 کروڑ سے زائد تھا اور اس دفعہ کا ضمنی بجٹ 100 فیصد اضافہ کے ساتھ تقریباً 42۔ ارب روپے سے بڑھ چکا ہے۔ پورا ایوان یہ بات جانتا ہو گا کہ ضمنی بجٹ کی تعریف کیا ہے؟ اس کی تعریف ہے کہ خدانخواستہ کوئی ایمرجنسی یا ناگہانی حالات کی situations میں ضمنی بجٹ کو allocate کیا جاتا ہے۔ جب میں نے اس کتاب کو کھول کر دیکھا تو مجھے اتنی حیرانی ہوئی کہ ہنگامی حالت کیا ہے؟ ہنگامی حالت میں سولنگ، نالیاں، سڑکیں، افسران کے کچن اور رہائش گاہیں وغیرہ۔ یہ ہماری ہنگامی حالت ہے جہاں پر ہمارا ضمنی بجٹ لگ رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بہت اہم بات جس کی آڑ میں ہمارا بے تحاشا پیسا برباد ہو رہا ہے۔ پولیس والے head money کی ادائیگی کے نام پر سال میں کروڑوں روپے کا ہاتھ کر جاتے ہیں۔ میں اس ایوان سے یہ مطالبہ کروں گی کہ 2008 سے لے کر آج تک head money کے نام پر جتنی بھی ادائیگیاں ہوئی ہیں اُس پر ایک اعلیٰ سطح کا کمیشن بنا کر audit کرایا جائے تو ساری situation آپ کے سامنے آ جائے گی کہ ہمارا پیسا کس طرح اور کس مد میں استعمال ہو رہا ہے۔ اسی طریقہ سے میں آپ کو ہنگامی حالت کی ایک اور مثال دوں گی کہ ضمنی بجٹ کی statement کے صفحہ 540 پر فنانس ڈیپارٹمنٹ کے تین افسروں کے لئے ایک ٹائلٹ اور کچن کے لئے 22 لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ یہ کیسی ہنگامی حالت ہے؟ یہ بڑی عجیب سی بات ہے۔ یہاں ضمنی بجٹ کی تعریف کو تبدیل کیا جائے اور بتایا جائے کہ وہ تعریف نہیں ہے بلکہ اصل تعریف یہ ہے کہ ہنگامی حالت toilets ہوتے ہیں اور ڈیکوریشن ہوتی ہے۔ یہاں سادگی کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ سادگی اختیار کریں، سادگی ہی ہمارا مقصد ہونا چاہئے اور سادگی میں ہی سب کچھ ہے لیکن آپ یہ سادگی کی مثالیں چیک کریں۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں یہاں پر پنجاب ہاؤس مری کی ضرور بات کروں گی۔ ماشاء اللہ وہ بھی ہنگامی حالت میں ہے جس پر 43 لاکھ روپے خرچ ہو گئے۔ ہمارے 7500 سکول ایسے ہیں جن کی

عمارات خطرناک حالت میں ہیں آپ پنجاب ہاؤس پر لاکھوں روپے لگا سکتے ہیں لیکن ان سکولوں کی مرمت کے لئے حکومت کے پاس پیسا نہیں ہے کیونکہ ان میں ہنگامی حالت نہیں ہے۔ پنجاب ہاؤس مری کی ڈیکوریشن اور فرنیچر ہنگامی حالت ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میرے خیال میں ہمارے خادم اعلیٰ صاحب گزشتہ دو سالوں میں کراچی نہیں گئے لیکن اس کے باوجود کراچی کی سرکاری رہائش گاہ پر ہر سال لاکھوں روپیہ استعمال ہوتا ہے۔ اس سال ایک کروڑ 46 لاکھ روپے پنجاب ہاؤس کراچی کی تزین وآرائش پر خرچ کئے گئے کیا وہاں کتنی ہنگامی حالت ہے؟ جبکہ پچھلے دو سال سے خادم اعلیٰ کراچی گئے ہی نہیں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کے بارے میں بڑا مشہور ہے کہ وہ انتہائی سادگی پسند ہیں لیکن بجٹ دستاویزات بتاتی ہیں کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے 21 کروڑ 99 لاکھ 35 ہزار کا بجٹ رکھا گیا تھا۔ اس کے برعکس انہوں نے 45 کروڑ 17 لاکھ 6 ہزار روپے خرچ کئے یعنی انہوں نے اپنی مختص شدہ رقم سے دو سو فیصد زیادہ استعمال کیا۔ یہ سادگی کی بہت بڑی مثال ہے۔ وزیر اعلیٰ کو چاہئے کہ ایک اچھی مثال قائم کریں اور اپنے اخراجات کو کم کریں۔

جناب سپیکر! اسی طرح entertainment کی مد میں ہنگامی صورتحال کو دیکھیں کہ اس مد میں 4 کروڑ 70 لاکھ روپے خرچ کئے گئے جبکہ اس مد میں دو کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ ہمارا صوبہ مقروض ہے اور قرضوں کے اوپر ہم اتنے بڑے بڑے projects announce کرتے ہیں۔ اس کے بعد entertainment کی مد میں اور لوگوں کو جو تحائف دے رہے ہیں اس مد میں بھی ہم کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ کیا یہ سادگی کی مثال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بات ضرور کرنا چاہوں گی کہ برادر ملک ترکی کے وزیر اعظم جنوبی پنجاب میں ہسپتال کا تحفہ دے کر جاتے ہیں، انہوں نے تحفہ دیا ان کی بڑی مہربانی۔ اس تحفے کی آڑ میں وزیر اعلیٰ نے ذاتی تشہیر پر ایک کروڑ 33 لاکھ 25 ہزار روپے خرچ کر دیئے۔ انہوں نے تحفہ دیا بڑی اچھی بات ہے لیکن اپنی ذاتی تشہیر کے لئے انہوں نے کروڑوں روپیہ ہنگامی حالت میں خرچ کر دیا کہ میری publicity ہونا بہت ضروری ہے۔ انہوں نے جو دعوے کئے تھے، دو سال ہو گئے ہیں تو لوگ اب ان کے جھوٹے وعدوں اور تقاریر سے تنگ آ چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری اختر عباس بوسال صاحب!

چودھری اختر عباس بوسال: جناب سپیکر! سالانہ بجٹ 16-2015 ایسے حالات میں پیش کیا گیا ہے کہ جب ملک پاکستان دہشتگردی کے خلاف اور سیلاب جیسی قدرتی آفات میں گھرا ہوا ہے۔ یہ بجٹ قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن کا عکاس ہے جس میں صوبہ کی ترقی کے لئے واضح اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا حلقہ انتخاب دریائے چناب کے کنارے واقع ہے جس تیزی سے سیلاب نے پنجاب میں تباہی مچائی تھی اسی تیزی سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے سیلاب زدگان کو دوبارہ آباد کر کے خادم اعلیٰ ہونے کا عملی ثبوت پیش کیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آئندہ سیلاب سے پہلے بروقت ممکنہ اقدامات کئے جائیں۔ کسان اور کاشتکار جو کہ آبیانہ، مالیہ اور دوسرا ٹیکس بروقت ادا کرتا ہے تو ضروری ہے کہ انہیں انکم ٹیکس سے چھوٹ دی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کسانوں اور کاشتکاروں کو بجلی، کھاد اور ڈیزل پر سبسڈی دی جائے جس کے ثمرات کسانوں تک پہنچیں۔ گنے کے کاشتکاروں کو معاوضے کی بروقت ادائیگی کے لئے شوگر ملوں کو پابند کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس ایوان کے تقریباً 50 یا 60 فیصد حضرات جو کہ زمیندار یا کاشتکار ہیں ان کو چاہئے کہ اس کے لئے بھی آواز اٹھائیں کہ زمینداروں کو انکم ٹیکس سے نجات دی جائے یا آبیانہ اور مالیہ معاف کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے سیشن ججز اور سول ججز کی نئی اسامیاں پیدا کر کے پنجاب میں انصاف کی بلا تاخیر فراہمی کا انقلابی قدم اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ممبران اسمبلی کی باقی تینوں اسمبلیوں میں تنخواہیں بہتر ہیں۔ اسی طرح پنجاب اسمبلی کے ممبران کی تنخواہیں بھی بہتر کی جائیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ معزز ممبران بجٹ پر اپنی جو بھی آراء پیش کرتے ہیں۔ حکومت ان کی آراء سے فائدہ اٹھائے یا نہ اٹھائے لیکن یہ ریکارڈ پر ضرور آتی ہیں۔ ایسی بات بھی نہیں ہے

کہ وہ تمام آراء اس قابل نہ ہوں لیکن بہت سے معزز ممبران نے بجٹ میں اپنا input دیا ہے۔ وفاقی وزیر خزانہ جناب اسحاق ڈار نے جس طرح قومی اسمبلی میں ترامیم کی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اسی طرح ہماری وزیر خزانہ نے کسی ممبر کے کہنے پر ترمیم کی ہو۔

جناب سپیکر! آج میں جو بات کرنے لگا ہوں اس میں پنجاب کے اربوں روپے کا فائدہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس وقت عمرہ کا ویزہ ایک سے ڈیڑھ لاکھ روپے میں مل رہا ہے۔ اب عمرہ کا ویزہ کیوں اتنے پیسوں میں مل رہا ہے تو میں اگر figure دوں گا تو ایوان میں بیٹھے ہوئے بہت سے لوگ پریشان ہو جائیں گے۔ میں ذمہ داری سے figure دے رہا ہوں کہ پچھلے دو سال میں سوا کھرب روپیہ کس کی جیب میں گیا ہے۔ جب اٹھارہویں ترمیم کے تحت ٹورازم کا محکمہ صوبوں کو مل گیا تو کیا ہمارے صوبہ میں ایسے لوگ نہیں تھے کہ ہم ہر ڈویژن میں ایک processing unit بناتے اور زیادہ نہیں دس ہزار روپے فیس رکھتے تو آپ بتائیں کہ ہماری کتنے ارب روپے کی آمدن ہوتی، اس وقت یہ پیسا کس کی جیب میں جا رہا ہے؟ یہ پیسا صوبے کا پیسا ہے۔ مجھے معلوم ہے کیونکہ میں تجویز دے رہا ہوں۔ آپ کی مہربانی ہو گی تو یہ take up ہو گی۔ آپ اس پر آج یا کل بحث رکھ لیں۔ میں باقاعدہ facts and figures دوں گا۔ صرف رمضان المبارک میں پنجاب سے دو لاکھ آدمی عمرہ کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ یہ پیسا کس کی جیب میں جا رہا ہے؟ یہ وہ پیسا ہے جو بڑے آرام سے گھر بیٹھے آ سکتا ہے۔ ہم پورا taxation system federal level پر لے گئے۔ مجھے معلوم ہے کہ میں جو بات کر رہا ہوں یہ with holding tax کی ہے لیکن ہم 95 فیصد withholding پر لے گئے تو انکم ٹیکس کی کیا ضرورت رہ گئی۔ میں آپ کے توسط سے چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ اس کا جواب ضرور دیں کہ یہ ایک ایسی income ہے جو صرف دو کلرک بٹھانے سے ہو سکتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر ضرور توجہ دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ وزیر خزانہ اور سیکرٹری خزانہ یہاں موجود ہیں انہوں نے آپ کی تجویز note کر لی ہے۔ جی، قاضی احمد سعید صاحب!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ بھی بجٹ کی طرح پاس ہو جائے گا۔ میں صرف ضمنی بجٹ کے دو چار ڈیپارٹمنٹس کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ میں کل اسمبلی کی لابی میں بیٹھا تھا تو میری پنجاب کے حکومتی ممبر کے ساتھ تکرار ہو گئی۔ اس نے مجھے کہا کہ تم لاہور میں رہتے ہو، بچے تمہارے لاہور میں پڑھتے ہیں اور بات تم سرائیکی، جنوبی پنجاب اور بہاولپور صوبے کی کرتے ہو تو میں نے اس سے کہا کہ میرے بھائی ہم لاہور میں اس لئے رہتے ہیں اور ہمارے بچے لاہور میں اس لئے پڑھتے ہیں کہ

جنوبی پنجاب کی نسبت یہاں پر ایجوکیشن کی بہت اچھی سہولیات اور ادارے ہیں۔ ہمارے بچے اس لئے ادھر رہتے ہیں کہ یہاں لاہور میں میڈیکل کی facilities جنوبی پنجاب کے حوالے سے بہت زیادہ ہیں۔یہاں تو ہر شخص کو پینے کا صاف پانی میسر ہے۔ میاں محمد اسلام اسلم حکومتی بنچوں سے تعلق رکھتے ہیں، میرے ساتھ والے حلقے سے ان کا تعلق ہے۔ یہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ ہمارے علاقے میں جانور اور انسان ایک ہی جوہڑ سے پانی پیتے ہیں۔ ہمارا یہ حال ہے اس لئے ہم جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں۔ جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے آج میں ٹی وی پر ایک رپورٹ دیکھ رہا تھا کہ اپنا نظریہ ہے کہ اتوار بازار ہو، جمعہ بازار ہو یا رمضان بازار ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہاں پر عوام کے پیسے عوام کی ٹیکس شدہ رقم سے جتنے بڑے بڑے سائن بورڈ لگے تھے کیا اس اشتہار بازی کی ضرورت ہے؟ بس ٹھیک ہے رمضان بازار لگ گیا ہے لوگوں کو سہولت میسر ہے یا نہیں ہے؟ لیکن ایک ایم پی اے سے لے کر وزیراعظم اور سپیکر تک کے بڑے بڑے سائن بورڈ لگے ہوئے ہیں ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی الیکشن ہو رہا ہے۔ یہ لاہور کا حال ہے۔ ہیلتھ اور آبپاشی کے حوالے سے دو باتیں کرنا چاہوں گا۔ ہیلتھ پر میاں صاحب نے بڑی سیر حاصل بات کی لیکن ان کو بات کرنے سے روک دیا گیا۔ یہ ایوان ہے ہمیں اپنے علاقوں، حلقوں اور اپنی غریب عوام کی بات کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ اگر کوئی وقت بڑھ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوتا انہوں نے ہیلتھ پر بڑی سیر حاصل بات کی ہے۔ انہوں نے جنوبی پنجاب کے چند میڈیکل کالج اور ہسپتالوں کا ذکر کیا ہے۔ اگر یہ نیچے THQ,RHC,BHU میں آ جائیں تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہاں یہ حال ہے کہ گورنمنٹ کے اربوں روپے لگنے کے باوجود ہسپتال ڈاکٹروں اور میڈیکل سے خالی پڑے ہیں اور چھوٹا عملہ روزانہ اپنی تنخواہوں کے لئے ہڑتالیں کرتا ہے، وہ سکولوں اور ہسپتالوں سے غائب ہیں جس کی وجہ بے چارے غریب لوگ تڑپ تڑپ کر جان دے رہے ہیں اور THQ,RHC,BHU ڈاکٹروں سے خالی پڑے ہیں یہ ہمارا حال ہے۔ لاہور میں سینکڑوں کی تعداد میں beds اور doctors نہیں ہیں اور بڑے بڑے associate professors نہیں ہیں اگر لاہور کا یہ حال ہے تو جنوبی پنجاب کا آپ موازنہ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں۔

قاضی احمد سعید: محترمہ! میں بجٹ پر بھی آ رہا ہوں اور آپ فکر نہ کریں۔ آبپاشی کے حوالے سے کروڑوں، اربوں روپے مانگے گئے ہیں آپ بخوبی جانتے ہیں کہ آبپاشی ڈیپارٹمنٹ کا جو حال ہے یہ اربوں روپے بھل صفائی کے نام پر لیتے ہیں اور برائے نام بھل صفائی ہے۔ آج کل آپ کو پتا ہے جو حال ہے کہ

ششماہی پانی جنوبی پنجاب کو ملتا ہے اور انہوں نے فی موگہ توڑنے کا ریٹ ایک لاکھ روپے رکھا ہوا ہے، جس کی بناء پر ٹیل پر پانی نہیں پہنچتا۔ محترمہ نے بجٹ کی بات کی ہے تو پھر آپ کے توسط سے سن لیں کہ حکومت کے اخراجات میں گزشتہ برس کی نسبت 188.41 فیصد اضافہ ہو گیا جبکہ کارکردگی میں گزشتہ برس کی نسبت 65.97 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ حکومتی احکامات اور اعلانات پر عملدرآمد کروانے سے سرکار کو بُری طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی طرح ضمنی بجٹ کے حوالے سے وزیر اعلیٰ ہاؤس 104 فیصد، صوبائی وزراء کے اخراجات میں 32 فیصد، وزرائے اعلیٰ کے احکامات اور پالیسی پر عملدرآمد کروانے کے لئے ایس اینڈ جی اے ڈی کے اخراجات میں 52 فیصد، وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات میں گزشتہ برس کی نسبت 64 فیصد اضافہ ہوا۔ صوبائی وزراء کے اخراجات میں VIP flights، اعلیٰ بیوروکریٹس کی meetings اور دیگر بیوروکریٹس کے خصوصی دوروں اللوں تللوں پر اضافی اخراجات کی مد میں سرکاری خزانے میں معمول سے ہٹ کر 73 کروڑ روپے سے زائد اضافی بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ یہ وہ اخراجات ہیں جو مختص بجٹ کے علاوہ ہیں۔ یہ ضمنی بجٹ کا حال ہے taxes اور ریونیو کے حوالے سے کل بات ہوئی، اس کے اہداف کے حوالے سے بات ہوئی، میری صرف یہی گزارش ہے کہ میرا اس پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ میں مسلسل تیرہواں بجٹ ہے۔ میں دیکھتا آرہا ہوں کہ سرکاری افسران نے بجٹ بنادیئے اور ضمنی بجٹ بنادیئے یہ حقیقت ہے۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب نے اور میاں صاحب نے بھی صحیح بات کی ہے۔ میں کوئی تنقید نہیں کر رہا ہوں ان کا وژن یہ تھا کہ 95 فیصد محترم معزز ممبران نے study نہیں کی۔ میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کو اردو میں بھی چھپنا چاہئے تاکہ آسانی سے تھوڑے وقت میں اگر اس کی study ہو جائے تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی صاحب! بہت شکریہ

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میری یہی گزارشات ہیں کہ جب آپ بجٹ بنائیں اور اہداف مقرر کریں تو ہمیں یہ لالی پوپ نہ دیں کہ جنوبی پنجاب کے لئے 36 فیصد بجٹ رکھ دیا گیا ہے جب مالی سال کا اختتام ہو تب پتا چلے کہ 12 سے 15 فیصد خرچ ہوا ہے اس میں بھی چھ، سات فیصد ترقیاتی اور چھ، سات فیصد غیر ترقیاتی بجٹ ہے۔ یہ غیر منصفانہ تقسیم ہی رہی تو سرائیکی صوبے کی بات ہو گی اور جنوبی پنجاب کی بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، حاجی خالد سعید صاحب!۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں؟ جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آج ضمنی بجٹ پر بحث جاری ہے اور اس سے قبل کہ میں اپنی بات بجٹ پر اور معروضی حالات پر کروں میں چند باتیں کرنا چاہوں گا کہ جب بجٹ دستاویزات پر بحث ہوتی ہے تو یہ کسی بھی صوبے کی کروڑوں عوام کی خواہشات کا آئینہ دار بجٹ ہوتا ہے۔ سب سے پہلے میں وزیر خزانہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہترین بجٹ پیش کیا ہے اور وزیراعلیٰ پنجاب جن کا comparison باقی صوبوں کے ساتھ ہوتا ہے ہم صوبائیت کی بات نہیں کرتے، ہم وحدانیت کی بات کرتے ہیں، ہم nationalism کی بات کرتے ہیں۔ یہاں پر ڈاکٹر مراد راس نے بات کی ہے کہ یہاں پر comparison کرتے ہیں تو comparison تو ہوتا ہے qualities کا comparison ہوتا ہے، comparison ہوتا ہے کہ آپ کس طرح سے چیزوں کو deliver کر رہے ہیں۔ تو صوبے آپس میں comparison کرتے ہیں، بھائیوں کے درمیان مقابلہ ہوتا ہے۔ یہاں انہوں نے کہا کہ دو سال اور پچیس سال کے تجربے میں بڑا فرق ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے مان لیا ہے کہ ان کے پاس governance کرنے کا تجربہ بالکل نہیں ہے۔ انہوں نے خیبر پختونخوا میں جو خونیں بلدیاتی الیکشن کرائے اُس میں 27 بندے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے لہٰذا اِن کو اخلاقی طور پر چاہئے کہ اِن کے وزیراعلیٰ پرویز خٹک مستعفیٰ ہو جائیں۔ جب ملک پاکستان کو میاں محمد نواز شریف جمہوریت کی گاڑی کے steering پر بیٹھ کر ترقی اور اقتصادی راہداری کی طرف لے جانا چاہتے تھے اُس وقت میرے ملک پاکستان کے خلاف سازش ہوئی جس میں plan کر کے ایک مولوی طاہر القادری کو بلایا گیا اور دوسرے اِن کے لیڈر تھے جو اس سازش کا حصہ تھے۔ اُس وقت black عینک لگائے اور بال بنائے ہوئے عمران خان اسلام آباد کی سڑکوں پر۔۔۔ (شور و غل)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بجٹ پر بات کریں اور ایسی بات نہ کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس وقت اسلام آباد کی سڑکوں پر کنٹینر کے اوپر بیٹھ کر۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ بجٹ پر بات کریں ورنہ ہمیں بھی باتیں آتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں انہیں کہہ رہا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: اب میاں صاحب سنیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو اور گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ بجٹ پر ہی رہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میں بجٹ پر ہی آرہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"رو عمران رو" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!ایسا نہ کریں۔ شیخ صاحب!آپ بجٹ پر رہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میں بجٹ پر ہی آرہا ہوں۔جب کنٹینر پر بیٹھ کر انہوں نے سیاست۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ بجٹ پر بات کر لیں،پلیز بجٹ پر بات کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میری بات سنیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے اوپر تنقید بھی کی اور میاں صاحب!نے سپیکر صاحب کو direct انگلیوں کے ساتھ اشارے کئے۔اب میں نے بات شروع کی ہے تو ان کو مرچیں لگ گئی ہیں۔(شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ بجٹ پر بات کر لیں تو آپ کی بات آرام سے سنی جائے گی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!جب اِن سے کوئی بات چلی نہیں اور جب سازشیں ناکام ہو گئیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ بجٹ پر بات کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!ہم ایسی ایسی باتیں کریں گے تو پھر اِن کو مسئلہ بنے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!یہ الجھی ہوئی زلفیں۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر سیاسی تقریر کرنی ہے تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: میاں صاحب!ذرا حوصلے سے بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ بجٹ پر بات کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میں بجٹ پر ہی بات کر رہا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ ٹائم کو مد نظر رکھیں جس طرح دوسروں کا رکھا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!ان کو اب ٹائم کی فکر ہو گئی ہے۔ٹائم نہ ملنے پر انہوں نے سپیکر صاحب کو اشارے کئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں بجٹ کی بات کر رہا ہوں کہ جب ہم نے بہترین بجٹ پیش کر دیا، ملک پاکستان کے اندر economic corridor کھل گئے، جب سازش بے نقاب ہو گئی، عینک اُتر گئی اور بال اُلجھ گئے تو پھر صوبہ پنجاب کے عوام عمران خان صاحب سے پوچھ رہے ہیں کہ:

ہن جے ملیں تے روک کے پُچھاں، ویکھیا ای اپنا حال!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزبِ اختلاف کی طرف سے "گو نواز گو اور گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

ہن جے ملیں تے روک کے پچھاں
ویکھیا ای اپنا حال!
کتھے گئی اور نگت تیری
سپّاں ورگی چال
تے گلاں کر دیاں غنڈیاں اکھاں
ہوا نال اُڈدے وال
تے کتھے گیا اوہ ٹھاٹھاں ماردے
لہو دا انّاں زور
تے خان صاحب ساہواں ورگی گرم جوانی
لے گئے کیہڑے چور

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب صوبہ پنجاب کے وہ مسیحا ہیں جو اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کرتے ہیں۔ اگر ہم اُن کے کئے ہوئے کاموں کو خراج تحسین پیش کریں تو ان بے چاروں کے پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ کی تعریف نہ کرو۔ میں بتاتا ہوں کہ ایک طرف خیبر پختونخوا میں سیلاب زدگان سے ووٹ مانگ رہے تھے اور ان کا وزیر اعلیٰ کنٹینر پر کھٹک ڈانس پیش کر رہا تھا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "ماشیے ٹھاہ، ماشیے ٹھاہ" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ بجٹ پر بات کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں بجٹ پر ہی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ آپ بجٹ پر بات نہیں کر رہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں good governance کی بات کر رہا ہوں۔ ایک طرف صوبہ خیبر پختونخوا کے عوام مر رہے تھے اور یہ کنٹینر کے اوپر ڈانس کر رہے تھے تو دوسری طرف ہمارا وزیر اعلیٰ جنوبی پنجاب کے اندر سیلاب میں ڈوبنے والوں کی دادرسی کرنے کے لئے وہاں پہنچا ہوا تھا۔ یہ comparison ہے۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ لیڈرشپ کی تعریف نہیں کرنی۔۔۔(شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں اُن سے بات کر رہا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اب آپ خود اندازہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو اور گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے بجٹ پر بات کرنی ہے یا نہیں؟ آپ بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ House in order کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بجٹ پر بات کریں گے تو وہ بھی آپ کی بات سنیں گے ناں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو اور گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اِن کو ایک منٹ کے لئے نعرے لگانے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عارف عباسی صاحب! اب آپ خاموشی اختیار کریں۔ شیخ صاحب! آپ نے بھی ایسی کوئی بات نہیں کرنی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! انہوں نے نعرے لگانے ہیں تو لگا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ کو بتا دوں کہ آپ کا ٹائم ختم ہو جائے گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرے لئے تین بندوں نے surrender کیا ہے اور یہ ایوان کی روایات ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!اُن کے نام ہی لسٹ میں نہیں ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!ان کے نام لسٹ میں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے پاس جولسٹ ہے اُس میں نام نہیں ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں ہیں۔بس اب آپ wind up کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!جب میں wind up کرنے کے لئے بات کرتاہوں توان کو شور کی پڑجاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اب آپ wind up کریں اور بجٹ پر بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!یہ کہتے ہیں کہ آپ میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کی بات کیوں کرتے ہیں؟ جب یہ بجٹ وزیراعلیٰ کاوژن ہے تو ہم اُن کی بات کیوں نہ کریں؟جب صوبہ کے اندر ڈینگی آیاتواُس وقت یہ چین کی بانسری بجارہے تھے جبکہ Dr.Farnando جو کہ مسلم لیگی ورکر نہیں ہے اُس نے میڈیا کے سامنے یہ سب کچھ کہا جس کی وجہ سے ہمارے سَر فخر سے بلند ہیں اور اُس بات کو سن کر ہمارا سینہ تناہوا ہے۔جب اُن سے پوچھا گیاکہ ڈینگی پرآپ نے 22 سال لگائے مگر وزیراعلیٰ پنجاب کے پاس کون سی جادو کی چھڑی ہے تو سری لنکا کے ماہر ڈاکٹر نے کہا کہ !Gentleman Unfortunately we have no Shahbaz Sharif. یہ میاں محمد شہباز شریف کے بارے میں ایک سری لنکاکاڈاکٹر کہہ رہاہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ جس طرح اِن کو ٹائم دیا گیاہے اسی طرح ہمیں بھی دیاجائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!تین ممبران نے لکھ کر دیاہے کہ ہمارا ٹائم اِن کو دے دیں اور ہم تقریر نہیں کریں گے۔یہ میرے پاس لکھاہواہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!یہ کہتے ہیں کہ میاں محمد نواز شریف کے وژن کی بات نہ کرو۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میرے ساتھ بیٹھے ممبران اپناٹائم مجھے دے دیتے ہیں تو میں بھی تقریر کرلوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ میں اس سے agree ہوں۔ آپ مجھے لکھ کر بھجوا دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: چلیں، ٹھیک ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ میاں محمد نواز شریف کے وژن کی بات نہ کرو۔ اِن کے لیڈر نے بد تمیزی کی اور "اوئے اوئے" کی انتہا کر دی جبکہ میرے قائد میاں محمد نواز شریف نے صبر کی انتہا کر دی۔ وہ جس ماں کا بیٹا ہے انہوں نے اُس کو یہ تربیت دی ہے کہ بیٹا تمہیں کوئی گالی نکالے یا بُرا کہے لیکن تم نے اُس کو دعا اور معافی دینی ہے۔ یہ فرق اِن کی اور ہماری لیڈر شپ میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی باری ہے۔ میاں صاحب! اب ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ بات کر رہی ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شعر سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ شعر کے ساتھ wind up کر دیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں wind up کرنے لگا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: بس اب آپ wind up کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں ان سے کہوں گا کہ وہ صرف ایک منٹ خاموشی اختیار کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ وہ نہیں کریں گے۔ آپ بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرے قائد نے پاکستان کو مسائل سے نکالا۔ آپ نے ٹائم کی قلت کر دی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ میں بات نہ کروں۔ میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی نذر شعر کر رہا ہوں۔ میں نے کبھی کسی شاہ کا قصیدہ نہیں پڑھا لیکن اللہ کے فضل و کرم سے یہ ترقی کی منازل طے کرنے والا پاکستان ہے جو اس لیڈر شپ کا طرہ امتیاز ہے کہ:

جس سے تو بات کرے جو تیرا چہرہ دیکھے
اس کو پھر شہر نظر آئے نہ صحرا دیکھے

اور مجھ کو اچھا نہیں لگتا کوئی ہم نام تیرا
کوئی تجھ سا ہو تو پھر نام بھی تجھ سا رکھے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ شیخ صاحب! جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں ضمنی بجٹ کی وہ definition دوں گی جو books میں موجود ہے کہ وہ unanticipated needs ہوتی ہیں that may arise یعنی جو چیزیں predict نہیں کی جا سکتیں کہ آنے والے سال میں جن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ ان چیزوں کے لئے مختص کیا جاتا ہے اور یہ صرف انہی چیزوں پر focus ہونا چاہئے جو ریلیف اور اس طرح کی دوسری صورتحال میں عوام کو مشکلات سے نکالنے کے لئے ہوتی ہیں نہ کہ یہ roads اور infrastructure پر focus کیا جائے۔ یہ چیزیں وقت سے پہلے plan کی جانی چاہئیں یا اگر سال کے درمیان میں ان کا خیال آ جائے تو پھر کچھ مہینے رُک جانا چاہئے تاکہ اگلا بجٹ آ جائے۔

جناب سپیکر! اس سال بھی یہ 45۔ارب 95 کروڑ 33 لاکھ 74 ہزار روپے کا ضمنی بجٹ لایا گیا ہے اس کی ضرورت کیوں پڑی ہے؟ یہ حکومت کی غلط پلاننگ، wrong allocations, wrong privatization کی وجہ سے اس کی ضرورت پڑ گئی ہے جس کی ایک مثال میں دوں گی کہ ان کی priorities کیا ہیں کہ اس وقت حکومت پنجاب نے اس بجٹ میں بلوچستان کو ایک کارڈیالوجی ہسپتال gift کرنے کا اعلان کیا ہے۔ میں انہیں رسول اللہ کی حدیث مبارکہ کی یاددہانی کرواؤں گی کہ "ان سے شروع کرو کہ جن کا نان نفقہ تمہارے ذمے ہو" جب پنجاب کی عوام دل کے امراض میں مبتلا ہے، انہیں سہولیات نہیں مل رہیں اور یہ بلوچستان جا کر اپنے بجٹ کا اتنا بڑا حصہ دینے لگے ہیں تو اگر وہی بجٹ یہاں پر لگائیں تو شاید ضمنی بجٹ کی ضرورت نہ پڑے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو تھوڑی سی مثالیں دینا چاہوں گی کیونکہ وقت کم ہے۔ ان کی priorities کی وجہ سے ضمنی بجٹ مانگا گیا ہے۔ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کو purchase of 950 motorcycles کے لئے،

provision of fund for official visit of delegation of Government of Punjab to China regarding Lahore Orange Line Metro project, entertainment of gifts to foreign dignitaries, Horse and Cattle show, funds for

procurement of animals and birds for Lahore Safari Zoo, funds for construction of Aiwan-e-Quaid-i-Azam, funds to operationalize Murree Safari Train, funds for missing facilities of gymnasium in Punjab, funds for proposed security arrangements for Chinese Consulate General office of China

جناب سپیکر! اس میں کون سا ایسا خرچہ ہے جو کہ ایمرجنسی کی صورت میں چاہئے تھا اور جس کا انتظار نہیں کیا جا سکتا تھا یا جو ریلیف کے لئے استعمال کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر یہ ضمنی بجٹ ہم سے مانگتے اور ہم اس کو خوشی خوشی approve کرتے، اگر یہ کہتے کہ ہسپتال میں وینٹی لیٹرز نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہاں پر روزانہ اتنے مریضوں کی موت واقع ہو جاتی ہے اور انہیں مجبوری کی حالت میں پرائیویٹ ہسپتال میں وینٹی لیٹر استعمال کرنے کے لئے 40ہزار روپے per day کا package ملتا ہے۔ فلاں سکول جیسے کہ پچھلے دنوں اخبار میں آیا کہ ایک سرکاری سکول کی چھت گر گئی جس سے کئی بچے ہلاک ہو گئے تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر یہ بجٹ مانگتے کہ ہمیں فوری طور پر بجٹ چاہئے جس سے پنجاب کے سکولوں کی مخدوش عمارتوں کی فوری مرمت کی جائے تاکہ آئندہ کسی بچے کی ہلاکت نہ ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ اگر ہم سے یہ بجٹ مانگتے کہ ہر سال چار لاکھ بچے صاف پینے کا پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں جن کو بچانے کے لئے فوری طور پر واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے کی ضرورت ہے جس کے لئے یہ ضمنی بجٹ دیا جائے۔ اگر یہ بجٹ کے لئے پیسے مانگتے کہ جس طرح سے پنجاب میں اور لاہور میں fires اور acid burns کے incidents increasing ہیں کہ برن یونٹ کو فوری طور پر functional کرنا ہے جس کے لئے ہمیں ضمنی بجٹ دیا جائے۔ اگر یہ بجٹ مانگتے trauma centres کے لئے، آج ہزاروں کی تعداد میں road accidents میں لوگوں کی ہلاکتیں ہوتی ہیں اور لوگ معذور ہو جاتے ہیں اور اگر یہاں پر trauma centres موجود ہوں تو incidents کم کئے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس اس وقت پنجاب میں ایک وباء کی صورت میں پھیل رہا ہے اور 70لاکھ سے زیادہ لوگ اس سے متاثر ہیں اور یہ عطائی، dentist اور نائی وغیرہ جو اس وقت موت بانٹ رہے ہیں، اگر ہم سے یہ بجٹ مانگتے کہ ان کی روک تھام اور ہیپاٹائٹس کو کنٹرول کرنے کے لئے بجٹ

چاہئے تو ہم خوشی سے وہ ضمنی بجٹ دیتے۔ماؤں کی شرح اموات کے معاملے میں ہم دنیا میںleadکر رہے ہیں اور ہر سال ایک لاکھ deliveries میں سے 227ماؤں کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ پانچ سال سے کم عمر کے ایک ہزار بچوں میں سے 112بچوں کی ہر سال موت واقع ہو جاتی ہے تو اگر ہم ان چیزوں کی روک تھام کے لئے بجٹ مانگتے تو میرا خیال ہے کہ اپوزیشن بھی بخوشی اس کوapproveکرتی اور ہم ان کا ساتھ دیتے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ سوچتے ہیں کہ ان چیزوں کے لئے انہیں بجٹ نہیں چاہئے کیونکہ آج لاہور کی ہر سڑک پر سرکاری ہسپتالوں جن میں جناح ہسپتال، سروسز ہسپتال اور گنگارام ہسپتال کی طرف سے زکوٰۃ مانگنے کے لئے بینرز لگائے گئے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ اپنی ساری ضروریات اس سے پوری کریں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، علی اصغر منڈا صاحب!۔۔۔ منڈا صاحب چلے گئے ہیں۔

معزز ممبر: جناب سپیکر! وہ ناراض ہو کر چلے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا، ناراض ہو گئے ہیں۔ میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر!

میں تِی، میڈی روہی تسی
میکوں آکھ نہ پنج دریائی

جناب سپیکر! یہ روہی ہی تسی نہیں ہے، روہی ہی پنج دریائی نہیں ہے بلکہ سارا پنجاب ہی پنج دریائی ہے اور پنجاب بھی آج تِسا ہے۔ اس پر میں بعد میں بات کروں گا پہلے تھوڑی سی ضمنی بجٹ پر بات ہو جائے۔

جناب سپیکر! ادھر سے ایک بات ہوئی تھی کہ زنانہ بجٹ ہے لیکن میں یہ کہوں گا کہ موجودہ بجٹ معروضی حالات میں دستیاب وسائل میں بڑا متوازن اور اچھا بجٹ پیش کیا گیا ہے اور بجٹ پیش کرنے کا جو انداز تھا وہ بڑا مردانہ تھا جس پر میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کا مردانہ انداز بڑا دل نشیں تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کوئی اچھی روایت نہیں ہے تاہم میں یہ کہوں گا کہ شاید ہمارے ذمہ داران anticipate نہیں کر سکتے یا کچھ معروضی حالات ایسے بن جاتے ہیں جن میں ضمنی بجٹ

پیش کرنا ایک مجبوری بن جاتا ہے۔ بہر حال اس کو ایک معمول نہیں بننا چاہئے اور practice نہیں ہونی چاہئے کہ ضمنی بجٹ کو ایک معمول بنالیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے ابتدا میں جو شعر پڑھا ہے وہ ایک روہی کے معروف شاعر کا ہے اگر آج وہ زندہ ہوتو میں اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ بہر حال بجٹ متوازن بھی ہے، اچھا بھی ہے اور معروضی حالات میں بہتر ہے جبکہ ترجیحات بھی اچھی ہیں لیکن میری نظر میں ترجیحات، کیونکہ میں ایک پسماندہ علاقے سے پسماندہ طبقات کا نمائندہ ہوں، غریبوں کی، مزدوروں کی اور کسانوں کی آواز، اسمبلی کے اندر بھی اور اسمبلی کے باہر بھی۔ ہمارے بجٹ میں جو focus ہے، جو ترجیحات ہیں وہ اس طرح سے نہیں ہیں جس طرح سے کہ 70 فیصد عوام کا جو کہ زراعت پیشہ ہیں جن میں غریب بھی ہیں اور چھوٹے کاشتکاروں کے ساتھ ساتھ ہمارا focus تعلیم، ٹیکنالوجی، زراعت اور صحت پر بھی ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! زراعت کو اگر آپ دیکھیں تو پانی کی بھی کمی ہے۔ ایک ڈکٹیٹر نے ہمارے دریاؤں کا سودا کر دیا، دوسرے ڈکٹیٹر نے ہمارے ڈیم freeze کر دیئے اور تیسرے ڈکٹیٹر نے ڈیم خود بنانے کی بجائے بھارت کو کھلی چھٹی دے دی کہ بھئی آپ ڈیم بناتے جاؤ اور ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ بھارت ڈیم پر ڈیم بنائے جا رہا ہے جس سے پانی کی کمی پنجاب کے اندر بھی اور سارے پاکستان کے اندر ہو گئی ہے۔ کالا باغ ڈیم جو ایک سازش کا شکار ہو گیا وہ ہماری زندگی بھی ہے اور موت بھی ہے۔ اب میں زراعت پر تھوڑی سی بات کروں گا کہ پانی کی کمی water allowance سارے پنجاب میں کہیں زیادہ کہیں کم sweet zone میں زیادہ brackish zone میں کم ہے۔ میں جس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں وہاں پر 2.82 water allowance فی ہزار ایکڑ ہے انتہائی کم ہے۔ ہمارا علاقہ brackish zone ہے زراعت پیشہ لوگ اس سے بڑی مشکلات میں ہیں، پینے کا پانی صاف ملتا ہے اور نہ ہی زراعت کے لئے وہ قابل کاشت ہے۔ آپ کی توجہ چاہوں گا اور وزیر زراعت، وزیر آبپاشی اور وزیر خزانہ بھی توجہ فرمائیں۔ ہم نے ہندوستان سے 42۔ارب روپے کی سبزیاں اور فروٹ پچھلے سال درآمد کئے ہیں اگر ہم توجہ کریں اپنے کاشتکار کو support price دیں جس طرح کہ انڈیا support price دیتا ہے۔ وہاں پر 32 خوراک کی اشیاء پر support price ہے ہمارے ہاں صرف گندم کو support price دی جاتی ہے وہ بھی کاشتکار کو نہیں پہنچ پاتی۔ آج کاشتکار 900 روپے میں، 1000 روپے میں، 1100 روپے میں گندم بیچنے پر مجبور ہے جس میں ہماری حکومت کی ناقص پالیسی بھی شامل ہے۔

جناب سپیکر! میرا مطالبہ ہوگا کہ کاشتکار کے جو input ہیں cost of production ہیں اُن کے پیداواری اخراجات کو کم کیا جائے۔ پیداواری اخراجات کیا ہیں اُس پر اُس کے سارے اہل خانہ، بیوی بچے جو دو چار ایکڑ کے مالک ہیں محنت کرتے ہیں اُن کی مزدوری کو شامل کیا جائے اور اُن کا منافع شامل کیا جائے جس طرح صنعت کار اپنا منافع لیتے ہیں۔ آخری بات کرنے کا موقع دیں wind up کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جلدی wind up کرلیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر ہمارا کاشتکار خوشحال ہوگا کیونکہ اگر یہاں پر گنا پیدا نہ ہوتا، چاول پیدا نہ ہوتا، کپاس پیدا نہ ہوتی اور گندم پیدا نہ ہوتی تو ہمارے ملک کی معیشت ڈوب چکی ہوتی۔ یہ کاشتکار ہی ہے جو ملک کی معیشت کو سنبھالے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آخری بات تو مجھے کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنا چاہوں گا میں یہاں پر targeted ایم پی اے کھڑا ہوں۔ میرے خلاف ایک سیاسی دہشت گرد ایم این اے کمالیہ اسدالرحمٰن نے 50,60 آفیسرز، ایم این ایز، ایم پی ایز اور ڈی سی او کی ملی بھگت سے میری بہت بے توقیری کی اور ننگی گالیاں دیں۔ یہاں پر آپ نے میری تحریک استحقاق بھی kill کردی، تحریک التوائے کار بھی kill کردی۔ بہر حال میں لاء اینڈ آرڈر پر بولنے پر مجبور ہوں اور احتجاج پر بھی۔ مجھے آج تین مہینے ہوگئے ہیں میں آئی جی صاحب کو بھی ملا ہوں انہوں نے بھی بڑی بے دلی سے بے توجہی سے میری بات سنی۔ میں حیران ہوں جب مجھے ایک ایم پی اے کو انصاف نہیں مل سکتا تو عام لوگوں کو انصاف کیسے مل سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! صرف آخری بات۔ میرے حالات کو دیکھ کر وزیراعلیٰ صاحب نے مجھے بُلایا، مجھ سے اظہار ہمدردی کیا اور اس case کو اپنے ہاتھ میں لے کر deal کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اب میں انتظار کر رہا ہوں کہ وزیراعلیٰ صاحب اپنا وعدہ پورا کرتے ہیں اگر نہیں کرتے تو میں اس سیاسی دہشت گرد کی کرپشن کو بے نقاب کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت بہت شکریہ۔ جی، محمد عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی بجٹ بیوروکریسی کا عوام کے پیسے پر عوام کے وسائل پر سیدھا سیدھا ڈاکا ہے۔ جو اخراجات ان کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں ان کی کوئی justification نہیں ہے کہ ضمنی بجٹ میں آئے۔ اس کی کوئی ایمرجنسی ضرورت نہیں ہے کہ ہم کہہ سکیں کہ اس سے عوام کو کوئی ریلیف ملا ہو گا یا عوام کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا گیا ہو۔ یہ اربوں روپیہ ٹوٹل بیوروکریسی کی عیاشیوں پر اور حکمرانوں کے شاہانہ طرز زندگی پر خرچ کیا گیا جو کہ پنجاب کی عوام کی امانت تھی اُس کو بے دردی سے لوٹا گیا اور لوٹنے کے بعد اس ایوان سے recommendation اور approval مانگی جا رہی ہے۔ کیا خرچ کرنے کے بعد ایسا ہو سکتا ہے؟ ہر سال ہم اربوں روپیہ جو ضمنی بجٹ میں recommend کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں ڈاکا ڈال کر بعد میں کہنا یہ ڈاکا ہم نے ڈال لیا ہے اب اس کو legalize کر لو۔ ہم اس کی حوصلہ شکنی کرنے پر مجبور کہ جن مدوں میں یہ خرچ کئے گئے وہ Municipalities ہیں Autonomous Bodies ہیں تو یہ ایسے ادارے ہیں جن کو چاہئے کہ یہ پیسے گورنمنٹ کے خزانوں میں جمع کروائیں۔ ان اداروں میں اربوں روپے کی کرپشن ہے۔ میں انتہائی ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں ٹی ایم اے راولپنڈی سے صرف ناجائز تجاوزات کی مد میں کروڑوں روپیہ مہینہ کماتے ہیں۔ انہوں نے ناجائز تجاوزات میں جو footpaths اور roads گھیر کر لوگوں کو دیئے ہوئے ہیں۔ اس مد میں کروڑوں روپیہ ماہانہ اور اربوں روپیہ سالانہ یہ ادارے کماتے ہیں۔ عوام کو کیا دیتے ہیں؟ میں صرف ایک ادارے ٹی ایم اے کی بات کر رہا ہوں۔ پچھلے ہفتے بارہ لوگوں کو آوارہ کتوں نے کاٹ لیا ٹی ایم اے کہاں تھی؟ اُس کو آپ اربوں روپیہ دے رہے ہیں۔ ہسپتالوں کی حالت دیکھیں آپ ہسپتال میں جائیں تو لگتا ہے شاید آپ کسی غلیظ ترین جگہ پر آ گئے ہیں وہاں جو ڈاکٹروں کا رویہ ہے، پیرا میڈیکل سٹاف کا رویہ ہے اور اس کے علاوہ وہی نیلی پیلی میڈیسن دی جاتی ہیں۔ میرے حلقے میں پچھلے ہفتے تین اموات ہوئی ہیں 22 سال کی ایک خاتون صرف وینٹی لیٹرز نہ ہونے کی وجہ سے جاں بحق ہو گئی جبکہ اُس ہسپتال میں 13 وینٹی لیٹرز موجود ہیں لیکن پیسے نہیں ہیں اس لئے 13 میں سے چھ serviceable ہیں اور سات خراب ہیں۔ جب میں نے ایم ایس سے پوچھا کیوں خراب ہیں انہوں نے کہا میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اگر ان چیزوں کو ٹھیک کرنے کے لئے ضمنی بجٹ میں پیسے لگائیں تو ہمیں تکلیف نہ ہو۔ جب میں budget book پڑھتا ہوں تو تزئین و آرائش، wash rooms کی construction، فلاں پل کی construction ان کے

بغیر گزارہ ہو سکتا ہے اگر آپ تزئین وآرائش اپنے offices کی، اپنے گھروں کی، محلوں کی نہ بھی کریں تو گزارہ ہو سکتا ہے لیکن یہ جو عوام سڑکوں پر مر رہے ہیں یا ہسپتالوں میں مر رہے ہیں یا ناکوں پر پولیس مار رہی ہے ان کی طرف توجہ دیں۔ اگر پیسے ہیں تو عوام پر لگائیں میں دعوے سے کہتا ہوں یہ کوئی ایسی چیزیں نہیں ہیں جن کے نہ ہونے سے عوام کو فرق پڑتا ہے۔ اربوں روپیہ نوکر شاہی پر خرچ ہوا ہے یا حکومت کے شاہانہ اخراجات پر، حکمرانوں کے شاہانہ طرز زندگی کی روایت کو خدا کے لئے ختم کریں، خدا کے لئے اس پیسے کو عوام کا پیسا سمجھیں، امانت سمجھیں اس کو بے دردی سے نہ لٹائیں کہ اربوں روپیہ ہم نے اللے تللوں پر خرچ کر دیا اور عوام سڑکوں پر ہیں، کلرک سڑکوں پر ہیں، سرکاری ملازمین سڑکوں پر ہیں آپ نے ساڑھے سات فیصد اُن کی تنخواہیں بڑھائیں اس مہنگائی کے دور میں آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مناسب فیصلہ تھا؟ اگر یہاں پیسے خرچ کرتے تو ہمیں تکلیف نہ ہوتی کہ چلو سرکاری ملازمین کو relief ملے گا، رشوت کا ریٹ کم ہو گا وہ عوام کو تنگ نہیں کریں گے۔ اگر آپ سرکاری ملازمین کو پورے پیسے نہیں دیں گے، اُن کے اخراجات کے لئے مناسب تنخواہیں نہیں دیں گے تو وہ کیا کریں گے؟ ڈاکا ماریں گے، چوری کریں گے، وہ رشوت کی طرف آئیں گے تو سارا بوجھ عوام پر پڑے گا۔ میں ظالمانہ اخراجات کو ڈاکا کہتا ہوں سیدھا سیدھا عوام کے پیسے پر ڈاکا ہے۔ آپ لوگوں نے راولپنڈی میں میٹرو بنائی، میٹرو بننے کے بعد پرسوں پہلی بارش ہوئی اُس کی حالت جا کر دیکھیں سارے elevators بیٹھ گئے ہیں اور عوام کا اربوں روپیہ ڈوب گیا ہے۔ میں آپ کو اس کی تصویریں دکھا سکتا ہوں۔ یہ تو ہم لوگوں کی priorities ہیں اور اس حکومت کو صرف وہ چیزیں نظر آتی ہیں جس میں انہیں اپنا کمیشن نظر آ رہا ہو، جس میں اِن کے لوگ oblige ہو رہے ہوں، جو عوام کے مسائل ہیں جو عوام کی تکالیف ہیں اور جن پریشانیوں سے عوام گزر رہے ہیں خدا کے لئے بجٹ بناتے ہوئے ان کو اپنی priorities بنائیں اور یہ دیکھیں کہ عام آدمی کی ضرورت کیا ہے؟ آپ عام آدمی کو کن کن جگہ پر ریلیف دے سکتے ہیں آپ یہ دیکھتے ہیں کہ کس جگہ پر زیادہ بڑی چیز نظر آئے گی۔ عوام کو اُس کا فائدہ ہو یا نہ ہو یہ bridge اور روڈ پر آپ نے 9۔ارب روپیہ لگا دیا۔ خدا کے لئے اس وقت صوبے میں ہو کیا رہا ہے اور اسے کیوں لوٹا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر! پبلک ہیڈ میں 4۔ارب 97 کروڑ روپیہ خرچ کیا۔ ہمیں تو نہیں پتا چلا کہ یہ کہاں خرچ ہوا؟ ہسپتالوں اور علاج معالجہ میں تو کوئی فرق نہیں پڑا۔ ہسپتال تو اسی طرح ہیں بلکہ ان کے مسائل میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ یہ جو اربوں روپیہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر انتہائی سختی سے کنٹرول کرنا چاہئے اور ضمنی بجٹ نام کی کوئی چیز اس کے اندر نہیں ہونی چاہئے۔ اگر خدانخواستہ کوئی ناگہانی آفات

آ جائیں، کوئی قدرتی آفات آ جائیں تو وہ unavoidable خرچے ہیں لیکن یہ شاہانہ اخراجات کو کنٹرول کریں اور جتنا ہو سکتا ہے عوام کا پیسا عوام پر لگانے کی کوشش کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی بات کے آغاز سے قبل ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر مراد راس صاحب نے اپنی تقریر میں میرے ایوان کی معزز خواتین ممبران کو "آنٹی" کہہ کر پکارا ہے میں اس پر احتجاج کرتا ہوں کیونکہ قومی اسمبلی کے اندر اس لفظ کو expunge کر دیا گیا تھا۔ یا تو ہمیں بھی آنٹی کہنے کی اجازت دی جائے ورنہ اس لفظ کو expunge کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ اپنی بات کریں، مہربانی کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! قومی اسمبلی کے اندر یہ بات ہو چکی ہے اور یہ لفظ expunge کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اپنی بات بھی کروں گا یا پھر ہمیں بھی آنٹی کہنے کی اجازت دی جائے۔ میں ضمنی بجٹ پر اپنی بات کا آغاز اس شعر سے کرنا چاہتا ہوں

غالب گر جواز لائے ہیں مے کے واسطے
اب انہیں یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

جناب سپیکر! جب حکومت اپنے بجٹ کی ترجیحات کا تعین کرتی ہے کہ جن جن مدات میں ضرورت ہوتی ہے ان میں فیصلہ کیا جاتا ہے کہ وہاں مزید اخراجات کئے جائیں تو پھر اس کو ضمنی بجٹ کا نام دیا جاتا ہے جس پر اپوزیشن نے کل سے اس ایوان کو صرف تنقید برائے تنقید کرنے کے لئے چن رکھا ہے۔ اس میں دانش سکولوں پر جو تنقید کی گئی میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ سوچ ہے جس نے اس ملک کی، صوبے کی اگر یہ اسی طرح چلتا رہا تو اس نے ایک game changer بننا ہے کہ ایک کلاس جو تصور نہیں کر سکتی تھی کہ اپنے بچے کسی اچھے سکول میں داخل کروا سکے تو اُن کو وزیر اعلیٰ نے یہ موقع دیا ہے اور اس کے لئے چنا بھی جنوبی پنجاب ہے۔ یہاں وہ لوگ جو یہ بات کرتے ہوئے نہیں تھکتے کہ جنوبی پنجاب میں تعلیمی ادارے معیاری نہیں ہیں وہاں دانش سکولوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ وہ کلاس جس کے یہ لوگ نمائندے ہیں یہ ان سکولوں کو، ان چینیوں کو تحفظ دینا چاہتے ہیں اور ان کو بڑھتا ہوا دیکھنا چاہتے

ہیں۔یہ لوگ دانش سکول کی آڑ میں اس پر تنقید کر کے دراصل اُن چینیوں کو بڑھتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے دانش سکول پر تنقید کی جاتی ہے کہ اگر یہ دانش سکول چلتے رہے تو غریبوں کے بچے کل آکر اس ملک کی اشرافیہ کا حصہ دار بنیں گے، وہ اس ملک کی بیوروکریسی کا حصہ دار بنیں گے، وہ اس ملک کی ruler class میں اپنا حصہ مانگیں گے اور پیچھے آنے والوں کو یہ سبق دے جائیں گے کہ آؤ ہم اپنا حصہ مانگ سکتے ہیں ہم خالی ہاتھ نہیں رہیں گے اور ہم اس ملک کے وسائل میں اپنا حق مانگیں گے اس لئے یہ دانش سکولوں پر تنقید کرتے ہیں کہ یہاں صرف ان لوگوں کا حق رہے جو صدیوں سے اس ملک میں حکمران رہے ہیں اور اس پر حکومت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ میری قیادت کے منصوبے ہیں جن سے جل کر صرف تنقید برائے تنقید ہوتی ہے۔ کبھی میٹرو پر تنقید ہوتی ہے، کبھی دانش سکول پر تنقید ہوتی ہے، کبھی نئی بننے والی یونیورسٹیوں پر تنقید ہوتی ہے اور کبھی میڈیکل کالجوں پر تنقید ہوتی ہے۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اپوزیشن نے بجٹ اجلاس میں پوری تنقید کی ایک مہم چلائی ہے تو میں اپنی قیادت کی نذر ایک شعر کرتا ہوں کہ:

تیری اقامت کی درازی سے گلہ ہے سب کو
ورنہ شہر میں تجھ سے لوگوں کا جھگڑا کیا ہے

یہ ساری جو اکھاڑ پچھاڑ ہے اس کے پیچھے صرف ایک ہی وجہ ہے، ایک ہی جواز ہے کہ کسی طرح سے ان کو کام کرنے سے روکا جائے اگر روکا نہیں جا سکتا تو کم از کم اس کی slow speed کی جائے۔ اصل میں یہی ساری theme ہے، یہی دھرنے، یہی ساری چیزیں اور کمبل چھیننے کے لئے جو سارا میلہ سجایا ہے یہ سارا اسی وجہ سے ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کی توسط سے محترمہ وزیر خزانہ کو یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ زراعت پر جو انکم ٹیکس لاگو کیا گیا اس کی ceiling 80 ہزار روپے رکھی گئی ہے جبکہ کاروباری لوگوں کے لئے یہ ceiling 4 لاکھ روپیہ ہے۔ یہ ایک discrimination ہے کہ جو شخص زراعت سے منسلک ہے اس کا ٹیکس 80 ہزار روپے کی اوپر کی آمدن سے شروع ہو جائے گا اور جو کاروبار سے منسلک ہے اس کا

4لاکھ روپے سے شروع ہو گا۔اس کو redress کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ زراعت پیشہ لوگ تو پہلے ہی پسے ہوئے ہیں ان کی ceiling اگر زیادہ نہیں کی جاسکتی تو کم از کم کاروباری لوگوں کے مطابق 4لاکھ روپے تک تولائی جائے پھر ٹیکس شروع کیا جائے۔

جناب سپیکر!میں دوسری بات صاف پانی کے حوالے سے کرنا چاہوں گا کہ صاف پانی کا منصوبہ بہت اچھا منصوبہ ہے۔ان علاقوں میں جہاں زیرزمین پانی ٹھیک ہے چونکہ یہ فلٹریشن پلانٹ لگنے ہیں یہ پینے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے لیکن ان علاقوں میں جہاں زیرزمین پانی انتہائی کڑوااور ناقابل استعمال ہے تو وہاں یہ پلانٹ پورا کام نہیں کر سکتے۔ہمیں جو بتایا گیا ہے کہ اب آئندہ واٹر سپلائی سکیموں کی بجائے صرف فلٹریشن پلانٹ لگیں گے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو بھی redress کیا جائے۔جن علاقوں میں پانی کڑوا ہے کیونکہ ایک فلٹریشن پلانٹ پر بھی اتنی ہی لاگت آتی ہے جتنی ایک واٹر سپلائی پر آتی ہے اس لئے جہاں پانی کی ضرورت دیگر استعمال کے لئے ہے، جانوروں کے استعمال کے لئے ہے اور گھر کے استعمال کے لئے بھی ہے تو وہ ضروریات واٹر فلٹریشن پلانٹ پوری نہیں کر سکتا اس لئے ضروری ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:امجد علی جاوید صاحب! please wind up کریں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!آپ مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔میں نے ضمنی گرانٹ پر بات کرنی ہے کہ یہ ضمنی گرانٹ کیوں آتی ہیں اور کیوں فنڈز lapse ہوتے ہیں۔ہر ضلع کے اندر جو ایک وائسرائے کوڈی سی او کا نام دے کر بٹھادیا گیا تو یہ ان کی وجہ سے ہے۔میں اپنے ضلع کی طرف آتا ہوں کہ ہمارا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ایک چھوٹا سا ضلع ہے وہاں پر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہے،وہاں صحت کے لئے آنے والے فنڈز ان لوگوں کے اپنے lethargic رویہ کی وجہ سے واپس ہوئے۔میڈیسن خرید کا فنڈ واپس ہوا، وہاں ایمبولینس کی خرید کا فنڈ واپس ہوا،وہاں ہسپتال کے لئے خریدے جانے والے آلات کا فنڈ واپس ہوا،وہاں جو ہسپتال کے سٹاف کی جو منظوری دی گئی تھی ان کی SNE جاری ہونے کے باوجود ڈی سی او نے این او سی نہیں دی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،بہت شکریہ۔سردار وقاص حسن موکل صاحب!آپ بات کریں۔

سردار وقاص حسن موکل:بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر!شکریہ۔آج کی ہماری بحث میرے خیال میں one point ایجنڈے پر ہے۔وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کے جو 43۔ارب روپے ہیں ان کو یہ ایوان approve کرے بلکہ گورنمنٹ کی نااہلی پر ضائع کئے گئے 43۔ارب روپے ہیں ان کو approve

کیا جائے۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ یہ 43-ارب روپے یا ضمنی بجٹ کی basically کیا ضرورت تھی، ایسی کون سی مشکلات تھیں اور ایسے وہ کون سے مسائل تھے جو پچھلے سال کے بجٹ کے اندر نہیں آئے اور ان کی ضرورت ہوئی؟ میں اپنے سوال کا جواب بھی خود ہی دینے کی کوشش کرتا ہوں کہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری کے گیارہ energy visit to China ہیں جو حکومت پنجاب کو تقریباً گروڑ کے آس پاس کے پڑے ہیں وہ ہم approve کرا رہے ہیں اور ہم اجازت دے رہے ہیں لیکن ان گیارہ visits میں کیا out put ہوئی ہمیں نہیں پتا، Provincial Grid یا National Grid کتنی بجلی زیادہ آئی ہمیں نہیں پتا لیکن ہم نے کروڑوں روپے ان کے خرچے پر لگا دیئے ہیں۔ ایک ستلج کاٹن ملز ہے اس کی مد میں MCB کو payment دی ہے۔ ستلج کاٹن ملز کس کی ہے ہمیں نہیں پتا، MCB کو گورنمنٹ نے payment کیوں کی ہمیں نہیں پتا لیکن ہم اس پر ربڑ سٹیمپ لگا رہے ہیں کہ 60 لاکھ روپے دے دیئے جائیں، I am sure منسٹر صاحبہ نے یہ سارا thoroughly پڑھا ہوگا تو یہ صفحہ نمبر 35 اور volume-I پر payment ہوئی ہے۔ ہم نے وومن ڈے کی celebration کے لئے 4 کروڑ روپے کی approval دے دی۔ کیا 2014 میں یا 2015 میں انٹرنیشنل وومن ڈے تھا اور اس سے پہلے یہ نہیں تھا؟ میرے خیال میں 1960 سے انٹرنیشنل وومن ڈے شروع ہوا تھا۔ اگر انہوں نے celebration day منانا تھا تو پہلے بجٹ میں رکھ دیتے تو ضمنی بجٹ میں لانے کی کیا ضرورت تھی؟ ہم اس وقت CM Driver Pools Funds کی approval دے رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ بھی وہی، سٹاف بھی وہی اور گاڑیاں بھی وہی، بیٹھے بیٹھے middle of the year آپ کو ایک دم خیال آ گیا کہ ڈرائیور زیادہ ہونے چاہئیں یا کم ہونے چاہئیں ہم وہ بھی approve کر رہے ہیں۔ ایک سب انجینئر صاحب ہیں جو کہ loan basis پر وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کو گئے ہیں، گورنمنٹ ہی صاحب کو ادھار کر رہی ہے یعنی میں اپنے ہی ملازم کو ادھار دے رہا ہوں۔ وہ بھی ضمنی بجٹ میں یکدم بیٹھے بیٹھے یاد آ جاتا ہے کہ ہمیں ایک سب انجینئر چاہئے۔ اب ایک سب انجینئر صاحب loan basis پر وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کو جا رہے ہیں۔ بھائی! تم گورنمنٹ کے ملازم ہو اور loan کیا؟ اب انسان بھی لون کریڈٹ پر چلنا شروع ہو گئے ہیں اور ہم اس کی بھی ضمنی بجٹ میں approve کر رہے ہیں۔ میں تو نہیں approve کر رہا، اگر گورنمنٹ کرنا چاہے تو بالکل کرے اور یقیناً کر بھی دے گی۔ اس کے علاوہ ایک اور بڑی interesting چیز یہ ہے کہ ہم Provincial Excise کی مد میں بھی 5 کروڑ روپے مانگ رہے ہیں۔ ہم نے Revenue Collection targets achieve ہی نہیں کئے، اس سال وہ ہم نے کم کر دیئے ہیں لیکن ہمیں

5کروڑ روپے Provincial Excise کے لئے اور چاہئیں۔ I am sure کہ یہ collection وغیرہ میں ہو گا۔ یہ پہلے بھی میرے ساتھی نے بتایا کہ یہ کوئی ساڑھے نو سو bikes خریدی گئی ہیں تو بات یہ ہے کہ ہم ان کو بھی approve کرنے جارہے ہیں۔ بھائی! اگر آپ کو پتا نہیں تھا کہ ہم نے Provincial Tax اکٹھا کرنا ہے، آپ نے target دیا ہوا ہے۔ یہ ambitious target ہے تو آپ اس کے اندر یہ بات بھی ڈال دیں کہ ہم نے گاڑیاں لینی ہیں، ہیلی کاپٹرز لینے ہیں اور bikes لینے ہیں۔ Middle of the year آپ کو یاد آیا کہ 950 bikes ہوں تو revenue recovery ہو گی۔ اگر ہو بھی جاتی تو بڑی بات تھی، پھر وہ target miss کر گئے۔ ہم نے اس دفعہ targets اور کم کر دیئے ہیں۔ ہمارے ہاتھ کھڑے ہیں اور ہم اتنی collection تو کر ہی نہیں سکتے۔ Procurement کے لئے بھی پیسے middle of the year یاد آ گئے ہیں ہم اس کی بھی approval کر رہے ہیں۔ کمال بات ہے، interesting بات یہ ہے کہ اس ضمنی بجٹ میں میٹرو کے لئے کوئی پیسے نہیں ہیں، دانش سکول کے لئے کوئی پیسے نہیں ہیں، اورنج لائن کے لئے کوئی پیسے نہیں ہیں کیونکہ وہ pet projects ہیں، ان کی to the last digit appropriation or misappropriation ہو چکی ہوئی ہیں۔ اس کھاتے کا باقی عام محکموں کے ساتھ کوئی لین دین نہیں ہے، ان کے handlers اور ہیں اس لئے ضمنی بجٹ کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ جتنے پیسے رکھے گئے تھے اس پر کسی کو سوال پوچھنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ یہ ضمنی بجٹ volume-I کے اندر دکھائیں کہ یہ والی رقم ہے۔ ہر ڈیپارٹمنٹ نے اپنی کی ہوئی ہے۔ پنجاب کا پچھلے سال کا under utilize budget ہے اور وہ on record بات ہے لیکن پھر بھی ہم ضمنی بجٹ دے رہے ہیں، بھائی! پورا بجٹ لگا لیں تو اوپر مانگیں تو بات سمجھ میں آتی ہے۔ یہ بجٹ پورا نہیں لگا یہ ریکارڈ کی بات ہے اور سیاسی تقریر نہیں ہے لیکن پھر بھی ہم 43کروڑ روپے کی approval کے لئے یہاں پر کھڑے ہو کر بحث کر رہے ہیں۔ میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا کہ this is a fruitless and useless exercise ریسکیو 1122 نے چندہ سکیم شروع کی ہوئی ہے اخبار میں اشتہار آیا ہے کہ آپ اپنا چندہ 1122 کو دیں۔ ایک واحد سروس جو بلاتفریق آپ فون کریں تو آپ کے گھر کے سامنے ہوتی ہے۔ بے شک وہ ایکڑ کا گھر ہے یا دو مرلے کا گھر ہے یا وہ بندہ سڑک پر پڑا ہو، کوئی discrimination نہیں ہے بالکل indiscriminate، آپ اپنی گورنمنٹ کے نعرے دیکھ لیں، دانش سکول بنا کر یہ show کیا جارہا ہے کہ غریب کا بچہ اچھے سکول میں پڑھے، غریب کی بات ہو رہی ہے، "سڑکیں" غریب آدمی اپنی سواری چلائے، "روزگار سکیم" گاڑی غریب کے لئے، غریب،

غریب، غریب ایک سروس جو indiscriminately actually ہے میں نے دوبارہ سے کہا ہے، اگر کسی امیر کا accident ہو گیا ہے، وہ 1122 پر فون کر رہا ہے اور وہ اسی ٹائم پر پہنچ رہی ہے۔ وہ فون کر کے یہ نہیں پوچھتا کہ غریب پڑا مر رہا ہے یا امیر پڑا مر رہا ہے، وہ کہیں گے کہ کہاں پہنچنا ہے اور کس طرح پہنچنا ہے۔ ان کا چندہ سکیم کے لئے اخبار میں اشتہار آیا ہوا ہے۔ کاش! اس کا ضمنی بجٹ آتا۔ انہوں نے بالکل ٹھیک بات کی تھی، اس پر کوئی تبصرہ کرتا ہے؟ ہم نے اشتہار بازی پر ضمنی بجٹ approve کرنا ہے اور اس پر کروڑوں روپے تو ضرور لگے ہیں۔ اشتہار بازی غریب کے لئے، خادم اعلیٰ کے لئے، پنجاب گورنمنٹ کے لئے، وہی رقم ہم 1122 کو دے دیں لیکن ہم چندہ مانگ رہے ہیں۔ حکومت اپنے محکمے کے لئے چندہ مانگ رہی ہے کہ چندہ ان کو دے دیں تاکہ 1122 سروس چلتی رہے۔ اگر خدانخواستہ کسی کے ساتھ کوئی مسئلہ ہو جائے تو وہاں پر یہ سروس بحال رہ سکے۔ energy ACS کے سلسلے میں کئی دفعہ چائنا گیا، وہ ایک دفعہ چلے جاتے یا وزیراعلیٰ خود وڈیو کانفرنس کرتے۔ کیا چائنا وڈیو کانفرنس ہو نہیں سکتی؟۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! بہت شکریہ۔ جی، ملک احمد خان بھچر صاحب!

ملک احمد خان بھچر: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ یہ 39۔ارب کا ضمنی بجٹ ہے جو کہ پیش کیا گیا اور پاس بھی ہو جائے گا۔ اس سال جس میں crisis آیا ہے وہ ایک ہی شعبہ میں آیا ہے۔ میں یہ سارے Heads دیکھ رہا تھا ایک روپیہ بھی اس کے لئے ضمنی بجٹ میں نہیں مانگا گیا۔ اصل crisis جو پورے سال میں آیا ہے وہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں آیا ہے۔ دھان کی فصل سے لے کر گندم تک آ جائیں جس طرح کسان اس پورے سال میں crisis سے گزرا ہے تو میرے خیال میں اس وقت مظلوم ترین طبقہ پاکستان اور پنجاب کا وہ کسان ہے اور پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں 5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں، یہ ساری رقم انہوں نے ضمنی بجٹ میں سے خرچ کی ہے۔ اس وقت منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں، ہمارا علاقہ پبلک ہیلتھ سے کافی related ہے۔

جناب سپیکر! آپ کا راجن پور بھی hard area ہے، خوشاب کے بھائی بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کا بھی hard area ہے۔ پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں 5۔ارب روپے رکھنے کی بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن اس کا جو خرچ ہوا ہے، کم از کم میں اپنے ڈسٹرکٹ کے حوالے سے عرض کروں گا کہ وہاں پر کوئی کام نہیں ہوا۔ میں نے منسٹر صاحب کو ذاتی طور پر بھی اس سلسلے میں گزارش کی تھی، ان کے کہنے کے مطابق میں نے اپنے ڈسٹرکٹ میں بھی رابطہ کیا تھا لیکن ان لوگوں نے ہمارے ساتھ تعاون

نہیں کیا۔ یہ کم از کم ہمیں اس کی تفصیل ہی بتادیں کہ واٹر سپلائی سکیمیں جو پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں آتی ہیں جس کی تفصیل وزیر موصوف نے بھی پوچھی تھی، آج وزیر موصوف تشریف فرما ہیں للذا میری ان سے گزارش ہے اور تجویز ہے کہ ان واٹر سپلائی سکیموں کی رپورٹ منگوائیں جو اس وقت بند پڑی ہیں۔ ضمنی بجٹ کے اعداد شمار میں ہم جتنا بھی چلے جائیں یہ ضمنی بجٹ پاس ہو جانا ہے لیکن ہمارا جو main شعبہ ہے وہ agriculture based ہے، یہاں پر ہمارے بہت سے agriculture based لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آج اس بات پر بڑا خوش ہوا ہوں کہ انہوں نے میری پچھلی بات کو support کیا ہے اور agriculture based لوگ آج اس مسئلے پر بولے ہیں۔ اس وقت زمینداروں کی پوزیشن یہ ہے کہ کپاس کی بجائی اور بے موسمی بارشیں شروع ہو چکی ہیں، اس کی وجہ سے کسان دوبارہ متاثر ہو رہا ہے۔ ایک طرف آپ اپنے اخراجات کے heads کو دیکھیں، پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے لئے جو پیسہ رکھا گیا، رورل پنجاب کے جو hard areas ہیں جہاں پر اس کی ضرورت تھی، کم از کم میرے ڈسٹرکٹ میانوالی میں مجھے کوئی ایسا منصوبہ نظر نہیں آرہا جہاں پر یہ رقم خرچ کی گئی ہو۔ مجھے کوئی ایسی چیز بھی نظر نہیں آرہی جس پر میں یہ کہہ سکوں کہ یہ ضمنی بجٹ جو خرچ ہو چکا ہے میانوالی میں بھی خرچ کیا گیا ہوگا۔ میں نے ایک اور ہیڈ کو بھی دیکھا ہے roads and bridges کے لئے تقریباً 10۔ ارب روپے خرچ ہوئے ہیں، اس سلسلے میں بھی میں پھر اپنے ضلع کی بات کروں گا کہ میرے ضلع میانوالی میں ایک انڈر پاس ہے۔

جناب سپیکر! آپ خود بھی شاید دیکھ کر آئے ہوں گے کیونکہ آپ بھی وہاں گئے تھے، جب بارش ہوتی ہے تو وہ بھی بند ہو جاتا ہے۔ وہاں پر جتنے دن بارش رہے وہ انڈر پاس بند رہتا ہے، ضمنی کا تو مطلب یہ ہے کہ آپ crisis میں یہ رقم خرچ کریں۔ ایگریکلچر میں crisis آیا، آپ خود زمیندار ہیں آپ کو اچھی طرح سے پتا ہے پورا سال زمیندار کا crisis میں گزرا ہے۔ اس وقت بھی زمیندار 900 اور ایک ہزار روپے من گندم بیچ رہا ہے۔ میری پچھلی دفعہ بھی یہی بات تھی، اس دفعہ بھی یہی بات ہے کہ جب تک آپ زمیندار اور کسان کی حالت کو درست کرنے کی کوشش نہیں کریں گے تو اس وقت تک رورل پنجاب خوشحال نہیں ہوگا۔ آپ بے شک میٹرو بنائیں، دانش سکول بنائیں ہمیں اس سے بھی کوئی اختلاف نہیں ہے، ہماری جو دیہی سڑکیں ہیں ان کی implementation اگر صحیح ہو جائے تو ہم اس کو بھی appreciate کریں گے۔ یہ بالکل صحیح منصوبہ ہے لیکن میں ایک چیز عرض کروں گا کہ تعلیم کے شعبہ

میں آرٹیکل 25، بلدیات، آرٹیکل (A)140 اور اگر ٹوٹل پاکستانیوں کے حقوق کو دیکھیں تو آرٹیکل 199 ہے۔ اس وقت ان تینوں آرٹیکلز کی مکمل طور پر violation ہو رہی ہے۔ ایک آدمی کو اپنے بنیادی حقوق نہیں مل رہے، آپ محکمہ صحت میں چلے جائیں، محکمہ تعلیم میں چلے جائیں وہاں پر انہیں ان کے حقوق نہیں ملتے۔ ہمیں جو نظر آتا ہے ہم نے وہ بات کرنی ہے، ہم نے گورنمنٹ کالج یا ایچیسن کالج کی بات نہیں کرنی، ہمارے اضلاع میں ہمارے بچوں کا expression کب تک بہتر ہوگا؟ جب تک ہمارے بچوں کو اس level کی تعلیم نہیں ملے گی اور اس وقت تک ان کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ انہوں نے اب ہائی سکول کے لئے دس کلومیٹر کی territory رکھ دی ہے، منسٹر صاحبہ تشریف فرما ہیں اور یہ دس کلومیٹر والی بات مجھے محکمہ تعلیم والوں نے بتائی ہے۔

جناب سپیکر! آپ بھی hard area سے تعلق رکھتے ہیں میں اپنی منسٹر صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ ہمارے علاقہ جات میں اس قسم کی روایات ہی نہیں ہیں کہ ہم اپنی بچیوں کو اتنی دور پڑھنے کے لئے بھیجیں۔ آپ خود بتائیں کہ پرائمری کے بعد بچی کی عمر کیا ہو جاتی ہے؟ پورے پنجاب میں یہ روایات نہیں ہیں کہ ہم اپنی بچیوں کو دس کلومیٹر دور پڑھنے کے لئے بھیجیں۔ خدارا ان چیزوں کو آپ redress کریں اور ground reality پر آئیں۔ یہاں پر جو ہم fruitless بات کرتے ہیں، ایک دوسرے کی قیادت پر تنقید کرتے رہتے ہیں، ہر بندے کے پاس ایک دوسرے کی قیادت کے حق میں اور مخالفت میں اتنا مواد ہوتا ہے کہ اگر آپ ایک دن اس کی بحث کے لئے رکھ دیں تو بھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔ میرے خیال میں تو وہ خود اپنی قیادت کو expose کرتے ہیں، وہ جو بھی کام کر رہے ہیں ان کو کرنے دیں جب کوئی کام ہو جائے گا تو عوام کو نظر آ جائے گا۔

جناب سپیکر! رورل پنجاب کے حوالے سے میں دوبارہ اتنا عرض کروں گا کہ دو تین چیزیں ہیں جو میں منسٹر صاحبہ کے نوٹس میں بھی لانا چاہتا ہوں، ہمیں اس بات کی بھی خوشی ہوئی ہے کہ پہلی دفعہ پنجاب میں اسی شعبے سے تعلق رکھنے والی وزیر خزانہ بنی ہیں۔ ان سے ہم گزارش یہ کریں گے کہ کم از کم اپوزیشن کے جو rural based اور agriculture based لوگ ہیں ان کی تجاویز لے لیں، اگر ان کو وہ تجاویز پسند آ جائیں تو ٹھیک ہے اگر نہ پسند آئیں ہماری تو پھر وہی بات ہوگی، ایک مثال دے کر میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔ ایک بادشاہ ایک گویے سے خوش ہوا، اس نے گانا اچھا گایا، بادشاہ نے کہا یہ جاگیر تمہاری، یہ اشرفیاں تمہاری، ہر چیز تمہاری تم لے لو۔ وہ اپنے گھر گیا اور بیوی کو بتایا کہ میرے پاس تو اتنی جاگیر آ گئی ہے، دس دن گزر گئے، پندرہ دن گزر گئے لیکن اس کے پاس کچھ بھی نہ آیا تو وہ دوبارہ بادشاہ کے

پاس گیا،اس نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں آیا۔ بادشاہ نے کہا اس میں لینا دینا کیا تم نے ہمیں خوش کیا ہم نے تمہیں خوش کر دیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!وہ نماز پڑھنے گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں نوید علی صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان تشریف لے آئی ہیں۔ محترمہ!آپ نماز چھوڑ کر تو نہیں بھاگ آئیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر!میں نماز کے لئے جا ہی رہی تھی کہ واپس آ گئی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نماز زیادہ ضروری ہے، چلیں، فرمائیں!آپ اپنی بات کر لیں آپ کو دوبارہ موقع مل گیا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔آپ نے consider کیا۔آج ہم ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔ جہاں تک میں سمجھتی ہوں ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے اور ضمنی بجٹ کو اس وقت خرچ کیا جانا چاہئے جب اس کی اشد ضرورت ہو۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ جیسے ہی میں نے ضمنی بجٹ volume-I statement کو دیکھا تو اس کے index کے اندر مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہو کہ کیا واقعی ہم نے کسی ایسے issue کو take up کیا ہے یا کسی ایسی آفت کے لئے خرچ کیا ہو، عوام کے فوری relief کے لئے ہم نے اس بجٹ کو کہیں پر استعمال کیا ہو۔اگر اس کے index میں سے صرف ایک ڈیپارٹمنٹ کی بات کروں، جنرل ایڈمنسٹریشن پر ہی اگر میں بات کر لوں تو 2۔ارب روپے کے قریب ضمنی بجٹ میں اس ڈیپارٹمنٹ کے لئے خرچ کئے گئے ہیں۔ پاکستان میں اور صوبہ پنجاب کے اندر جس طرح سے افسر شاہی کو ہم نے پھلتے پھولتے دیکھا ہے، ایک عرصہ دراز سے ہم دیکھ رہے ہیں اور جمہوریت کی بات ہم کرتے ہیں لیکن ہمارے اندر کبھی یہ احساس پیدا نہیں ہوا کہ کیا ہم عوام کی بھلائی کے لئے،ان مقاصد کے لئے یہ ذمہ داری اللہ پاک نے ہمیں دی ہے کیا ہم پوری کر رہے ہیں؟ بالکل نہیں، افسر شاہی اس قدر حاوی ہے کہ اگر ضمنی بجٹ کی statement کو غور سے دیکھا جائے تو ایک بڑی رقم کا استعمال صرف اور صرف اس افسر شاہی کو خوش کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ابھی میرے بہت سارے colleagues نے یہاں پر بات کی ہے کہ افسر شاہی کے گھروں کی تزئین و آرائش کے لئے ان کے کچن کی renovation کے لئے اور اسی طرح

کی بہت ساری چیزیں جو ہمیں دیکھنے کو ملی ہیں۔خدارا جیسے ایک تبدیلی ایک change جس کی ہم اس سائیڈ سے بات کرتے ہیں، منسٹر صاحبہ کی صورت میں ہمیں نظر آئی ہے تو کیا ہم یہ امید کر سکتے ہیں کہ ضمنی بجٹ کا جو مقصد ہے جس کو فوت کر دیا گیا ہے، اس بجٹ میں ہمیں کہیں نظر نہیں آتا کیا future میں ہم کبھی دیکھیں گے ؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس وقت ایک خاتون فنانس منسٹر ہمارے پاس موجود ہیں اور ہم سب بھی excited ہیں کہ future میں ہمیں ایسی کوئی چیز نظر آئے جو کچھ change لائے، جو روایات ہمارے اندر اس قدر بڑھ چکی ہیں کہ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے کرنا کیا ہے اور کیا کرنا چاہئے، ہم صرف یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارا interest کیا ہے۔ ہمیں interest سے بالاتر ہو کر یہ چیزیں دیکھنی ہیں۔ میں یہاں پر جی او آر۔Iکا ذکر کروں گی کہ چند سالوں میں جس طرح سے جم خانہ کلب میں رش بڑھا تو وہاں کے آفیسرز نے دیکھا کہ اب ہماری یہاں کوئی جگہ نہیں ہے تو انہوں نے اپنے exclusive club کی demand شروع کر دی اور چند سالوں میں وہاں پر کروڑوں روپیہ اس افسر شاہی کی خواہش پر خرچ کر کے ایک exclusive club کا قیام عمل میں لایا گیا پھر اس کے بعد وہاں پر آڈیٹوریم اور سوئمنگ پول بنے۔ وہاں پر عام عوام تو کیا ہمارے منسٹرز کو بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ ان کا کلب use کر سکیں۔ کیا ہمارا ضمنی بجٹ خرچ کرنے کا یہ مقصد ہے اور کیا یہ وہ مقصد ہے جس کے لئے ہم نے ضمنی بجٹ خرچ کیا ہے ؟ میں یہاں پر کچھ چیدہ چیدہ باتوں کا ذکر ضروری سمجھتی ہوں جو کہ میں نے اسی ضمنی بجٹ کی سٹیٹمنٹ والیم۔1 سے دیکھی ہیں۔ ہم نے یہاں پر دیکھا ہے کہ ایک جگہ لکھا گیا ہے کہ صرف اور صرف چائنا کے گیارہ visits اس لئے کئے گئے کہ انرجی کرائسز کو دور کیا جا سکے، کیا انرجی کرائسز دور کرنے کے لئے ابھی تک کوئی واضح پالیسی سامنے نظر آئی ہے، کیا عوام سڑکوں پر نہیں رلے، کیا آج ہم نے لوڈشیڈنگ ختم کر دی ہے، پھر ہم نے یہ ضمنی بجٹ کیوں خرچ کیا؟ کیا صرف اس لئے کہ غیر ملکی دورے کئے جا سکیں اور صرف اور صرف ایڈیشنل چیف سیکرٹری کے ذاتی دوروں پر ایک بڑی رقم خرچ کی گئی ہے۔ ہم اپنی performance show کرنے کے لئے advertisement کرتے ہیں، ہم جو بہتری لا رہے ہیں اس کے لئے advertisement کرتے ہیں۔ کیا ہمیں یہ نہیں پتا کہ ہر سال ہمارے پاس ایک برکتوں والا ماہ رمضان آنا ہے، کیا اس کی planning پہلے نہیں ہونی چاہئے اور کیا اس کی تشہیر ضمنی بجٹ کے through ہی کی جانی چاہئے ؟ اگر غور کیا جائے تو یہ ایک بہت چھوٹی سی بات لگتی ہے لیکن اگر گہرائی میں جایا جائے تو ہمیں اس کے پیچھے یہ چیز نظر آتی ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں، بجٹ کے لئے ہماری کون سی

planning ہے ؟ بجٹexpertise یہ بات کرتے ہیں کہ ہم نے سارا سال بڑی محنت کر کے بجٹ بنایا ہے۔ کیا یہ وہ محنت ہے جس مہینے کا ہمیں پتا ہے کہ رمضان میں ہمیں یہ expenditures کرنے ہیں کیا اس کی تشہیر ضمنی بجٹ کے through کرنی چاہئے ؟

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح ضمنی بجٹ کے through عوام کے خون پسینے کی کمائی کا زیاں ہو رہا ہے اس کی اور واضح مثال کیا ہو گی کہ ہمیں پورے سال کے لئے جو بجٹ allocate کیا جاتا ہے ہم اس کا 50/40 فیصد بجٹ خرچ نہیں کر پاتے اور ضمنی بجٹ کی مد میں اتنا سارا بجٹ خرچ کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں اس روّیے کو condemn کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ آنے والے سال میں شاید کچھ بہتری آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں منیب احمد صاحب!۔۔۔ نہیں ہیں۔ محترمہ شازیہ طارق صاحبہ!

محترمہ شازیہ طارق: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بولنے کا موقع دیا، میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور محترمہ عائشہ غوث صاحبہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ ہماری آبادی کا نصف حصہ خواتین پر مشتمل ہے، خواتین کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے جو 30۔ ارب 16 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے یہ نہایت ہی کم ہے۔ میری تجویز ہے کہ اس رقم کو بڑھا کر کم از کم 40۔ ارب روپے تک رکھا جائے۔ خواتین کے لئے جو پندرہ فیصد کوٹا رکھا گیا ہے اسے بڑھا کر کم از کم بیس فیصد تک کیا جائے۔ عمر میں جو تین سال تک رعایت رکھی گئی ہے اسے بڑھا کر کم از کم پانچ سال تک رکھا جائے۔ پنجاب میں بسنے والی اقلیتیں جن میں ہندو، مسیح، سکھ، بدھ مت، پارسی اور دوسرے لوگ شامل ہیں ان کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے جو ایک ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے یہ نہایت ہی کم ہے۔ اقلیتوں کی تعداد کم از کم ڈیڑھ سے دو کروڑ پر مشتمل ہے اور یہ ایک ارب روپے کی رقم نہایت ہی کم ہے یہ تو اونٹ کے منہ میں زیرہ ڈالنے کے برابر ہے۔ اس رقم کو کم از کم 5۔ ارب روپے تک بڑھانا چاہئے۔

جناب سپیکر! شاعر ہمارے ملک و قوم کا سرمایہ ہیں۔ ہمارے اکثر لیڈر اور سیاستدان اپنی تقاریر میں شعروں کا ہی سہارا لیتے ہیں، تقریر کا آغاز اور اختتام بھی شعروں سے ہی کرتے ہیں جیسا کہ نزو علی فرتاش نے کیا خوب لکھا ہے کہ:

سلام ان سادہ دل لوگوں پہ جن کی سادگی یہ ہے
وطن کے گیت لکھتے ہیں کرائے کے مکانوں پہ

جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ شاعر جو کرائے کے مکانوں میں رہ کر چاہے امن ہو، جنگ ہو یا جیسے بھی حالات ہوں وہ ہمارے لئے وطن کے گیت لکھتے ہیں ان کے لئے بھی ایک ہاؤسنگ سکیم بنائی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، آصف محمود صاحب!

جناب آصف محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے اس بھرے اور پھلتے پھولتے ایوان کے اندر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ حکومت نے بجٹ سے ہٹ کر جو مزید 39۔ارب روپیہ خرچ کیا ہے اس پر مجھ سے پہلے ہمارے بہت سارے ممبران نے بڑی detail میں ان کے مقاصد بھی بیان کئے اور جو ضمنی بجٹ کا اصل مقصد ہوتا ہے وہ بھی انہوں نے بتایا کہ وہ اس میں کہیں پر نظر نہیں آتا۔ میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہوں گا کہ یہ جو اربوں روپے کا ضمنی بجٹ حکمرانوں نے وزیراعلیٰ ہاؤس کے اندر، گاڑیاں خریدنے کے لئے خرچ کیا ہے اور وہ بھی اس صورتحال کے اندر کہ جب پاکستان کے اندر لوڈ شیڈنگ کے نتیجے میں ہزاروں لوگ مر رہے ہیں۔ کل اسی ایوان کے اندر جس طرح شرمناک قسم کی قرارداد منظور ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہم سب کے لئے شرمندگی کا باعث ہے کہ ایک طرف تو ہزاروں لوگ مر رہے ہیں اور ہم یہاں پر وفاقی حکومت کے قصیدے پڑھ رہے ہیں۔ یہاں پر بہت سارے لوگوں نے دھرنے کو موردالزام ٹھہرایا اور وفاقی وزیر نشانہ بناتے ہیں کہ دھرنے کی وجہ سے پاکستان کی اکانومی disturb ہوئی۔ انہوں نے پارلیمنٹ کے اندر جو زبان استعمال کی تھی میں وہ تو نہیں کروں گا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ خالی منسٹری نہیں ہوتی بلکہ کوئی بجلی بھی ہوتی ہے، کوئی پانی بھی ہوتا ہے کوئی تھوڑی سی انسانیت بھی ہوتی ہے۔ ہزاروں لوگ مر رہے ہیں آپ نے انرجی کے اندر جو پیسے رکھے تھے یہ روایت بن گئی ہے کہ ایک block allocation رکھ دی جاتی ہے اس کے بعد ایک اکاؤنٹ ہیڈ سے چیز نکالنی دوسرے میں ڈال دینی یہ clearly indicate کرتا ہے کہ حکومت کی کوئی پلاننگ نہیں ہوتی اور کوئی strategy نہیں ہوتی۔ میرے بہت سارے ساتھیوں نے وزیر خزانہ کی تعریف کی یہ بڑی اچھی بات ہے کہ چلیں خواتین کو آگے آنا چاہئے لیکن میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان کو دس دن پہلے charge ملا اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب آپ اتنی بڑی رقم ضمنی بجٹ میں لے

کر آرہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ جو بجٹ بک ہے جو تقریر کرنی ہے وہ صرف سیاسی نعرے ہیں اور اس کے اندر حقائق نہیں ہوتے۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: نہیں۔نہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں خاموش ہو جاتا ہوں اور وہ جو بولنا چاہ رہی ہیں میرا ٹائم ان کو دے دیں اور وہ کھڑی ہو کر مائیک کے اندر بات کر لیں۔ ہم گفتگو کر رہے ہوتے ہیں اور ادھر سے مسلسل commentsآرہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔جی،آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: خدارا اس چیز کو سمجھیں کہ عہدہ آپ کے پاس ہے ہم یہاں آپ پر تنقید کرنے اور آپ کی خامیوں کو highlightکرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! چنگے کم دی تعریف وی کر دیا کرو۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ تو ایک روایت بن گئی ہے کہ ہمیں پانچ پانچ، سات سات منٹ کا موقع ملتا ہے یہاں پر لوگ بڑی تیاری کر رہے ہوتے ہیں لیکن بڑے افسوس کی بات ہے میں نے دو سال میں دیکھا کہ کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہوتی جیسے صبح میرے ایک سینئر ساتھی نے بات کی کہ بجٹ کے اندر کوئی ترمیم نہیں ہوتی کسی تجویز کو شامل نہیں کیا جاتا۔ ہمیں جب موقع ملتا ہے اور ایوان میں کھڑے ہوتے ہیں تو ہم بھی سوچتے ہیں کہ چلیں حلقوں کے اندر جو محرومیاں ہیں ان پر تھوڑی سی نظر ڈال دیں۔ میں نے اس دن بھی بات کی تھی اور دوبارہ پھر ایک دفعہ یاد دہانی کے طور پر یہ کہنا چاہوں گا کہ ڈھوک سیداں راولپنڈی کے اندر دو کالج ہیں جن میں تھوڑی سی رقم چاہئے۔آپ نے اربوں روپیہ اس ضمنی بجٹ کے اندر مانگ لیا ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ دو کالج جو پچھلے چھ سات سال سے نامکمل پڑے ہوئے ہیں ان پر اس قوم کا کروڑوں روپیہ خرچ ہوا ہے اگر اس کے لئے اٹھارہ بیس لاکھ روپے رکھ کر ان کو مکمل کر دیتے تو بڑا ہی اچھا ہوتا۔ میرے حلقہ پی پی۔9 کے اندر پنجاب حکومت کا کوئی سرکاری ہسپتال موجود ہے اور نہ ہی کوئی ڈسپنسری موجود ہے۔اگر ان چیزوں کے لئے رقم مانگ لیتے تو بہت اچھا ہوتا کہ چلیں لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے یہ رقم استعمال ہوتی نہ کہ حکمرانوں کی شاہ خرچیوں کے لئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب احمد شاہ کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے اپنی بڑی بہن وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کی توجہ اپنے حلقہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میں اتنا پڑھا لکھا نہیں اس لئے مجھے figures تو دینے نہیں۔ میں آج اپنی بہن سے دل کی بات کرنا چاہتا ہوں اور اپنے حلقے کے مسائل کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

معزز ممبران: چھوٹی بہن۔

جناب احمد شاہ کھگہ: ٹھیک ہے۔ چھوٹی بہن۔ ویسے بہن کا رشتہ مقدس ہوتا ہے خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی۔ میں پہلی مرتبہ منتخب ہو کر اسمبلی میں آیا ہوں۔ میں پنجابی میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر! الحمد للہ موجودہ حکومت دا ایہہ تیسرا بجٹ اے۔ اللہ تعالیٰ ایس گورنمنٹ نوں توفیق دیوے تے ایہہ اچھے کم کرے۔ اک گھر دا سربراہ مثلاً میں اپنے گھر دا سربراہ آں تے میرے تھلے نو دس افراد نیں تے ایس گھر نوں چلانا بڑا مشکل ہوندا اے۔ ایسے طرح ایڈا وڈا صوبہ چلانا وی مشکل اے۔ ایہہ اللہ تعالیٰ دی دین ہوندی اے۔ میری دعا اے کہ ایہہ اچھے طریقے نال صوبے نوں چلاون تے اچھے کم کرن جس طرح باقی حکومتاں نے وی کیتے نیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی بہن دی توجہ ایس مسئلے دے ول دلانا چاہناں کہ جہڑے تن بجٹ میں سنے نیں ایناں توں میں بڑا تلاش کیتا اے۔ اپنی تنخواہ وچوں پیسے بھر کے وی تلاش کیتا اے لیکن ایس بجٹ وچ میرے حلقہ پی پی۔229 دا مینوں کوئی حصہ نہیں ملیا۔ میں جدوں وی اپنے حلقے دے گمشدہ بجٹ دی تلاش کیتی اے تے ایہہ مینوں کدی لاہور تے کدی پنڈی ملیا اے۔ ایس بجٹ وچ مینوں پورا پنجاب ملیا اے لیکن حلقہ پی پی۔229 بالکل نئیں ملیا۔ میں کڑواہٹ آلی گل وی کرناں چاہناں۔ میرے حلقے دے لوکاں نیں مینوں ایس اسمبلی دا ممبر بنایا اے۔ میں ایہہ سُنیا سی کہ جہڑے اسمبلی دے ممبر بن جاندے نیں اوہ قانون پاس کردے نیں تے ترقیاتی کماں وچ حصہ لیندے نیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ اردو میں بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! بہتر ہے۔ میں نے تو پوری کوشش کی کہ اس ایوان کی کارروائی میں اپنا حصہ ڈالوں اور مسلسل ایوان میں حاضر بھی رہا لیکن میرے حلقے کا گمشدہ بجٹ مجھے نہیں مل سکا۔ میری محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ اس موجودہ مالی سال میں میرے حلقے کے ترقیاتی کاموں کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔ یہ پورے صوبہ پنجاب کا بجٹ ہے، میرا علاقہ بھی پنجاب میں واقع ہے لہٰذا

ہمیں ہمارے حصے کا بجٹ دیا جائے۔ ہمارے علاقے کی عوام کو پینے کا صاف پانی چاہئے، تعلیم کی سہولتیں چاہئیں اور سڑکوں کی ضرورت بھی ہے۔ الحمد للہ بہت سارے کام پچھلے دور حکومت میں ہو بھی چکے ہیں۔ ہم پچھلے پچیس، تیس سالوں سے دیکھ رہے ہیں کہ حکومتیں بدلتی رہتی ہیں لیکن علاقے میں کچھ نہ کچھ ترقیاتی کام ہوتے رہتے ہیں لیکن بدقسمتی سے پچھلے tenure میں ہمارے ایم پی اے کو فنڈز نہیں دیئے گئے اور حلقہ پی پی۔229 میں صرف ڈیڑھ کلومیٹر سڑک دی گئی جو کہ ناکافی ہے۔ اب دو سال مجھے بھی ہو چکے ہیں لیکن میرے حلقے کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو توفیق دے اور یہ اچھے اچھے کام کرے اگر اچھے کام کئے جائیں تو دنیا ان کو یاد رکھتی ہے۔ میرا حلقہ پی پی۔229 بھی پنجاب کا حصہ ہے۔ وزیراعلیٰ سے ہمارا سیاسی اختلاف تو ہو سکتا ہے لیکن وہ اس پورے صوبے کے وزیراعلیٰ ہیں اگر گھر میں باپ بیٹے سے اختلاف کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا روٹی پانی بند کر دیا جائے۔ میرے حلقے میں ڈیڑھ لاکھ لوگ بستے ہیں۔ ان لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنا بھی وزیراعلیٰ پنجاب کی ذمہ داری ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے حلقے میں اربوں روپے لگا دیئے جائیں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہاں ہمارے علاقے میں پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے۔ متعلقہ محکمہ نے اپنے سروے میں بتایا کہ اس علاقے کا پانی کڑوا اور زہریلا ہے لہٰذا اس علاقے کے لوگوں کو صاف اور میٹھا پانی مہیا کرنے کا فوری طور پر انتظام کیا جائے اور اس موجودہ مالی سال کے بجٹ میں اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ بے شک یہ خود اپنے کسی آدمی سے وہاں پر کام کروا دیں۔ ہمیں تو صرف علاقے کے لوگوں کی بھلائی درکار ہے۔ یہ صوبائی اسمبلی کی membership وراثتی نہیں اگر حکومت اچھا کام کرے گی تو لوگ میرے بجائے ان سے دل لگائیں گے، ان کے امیدوار کو کامیاب کرائیں گے اور مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ میرا مقصد صرف یہی ہے کہ میرے حلقے میں پینے کا صاف، میٹھا پانی اور تعلیم کی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ اسی طرح ہمارے علاقے میں زراعت پیشہ لوگ بہت مشکلات میں ہیں۔ پاکپتن کی غلہ منڈی بہت چھوٹی ہے۔ یہ صرف چار ایکڑ پر مشتمل ہے جس کی وجہ سے ہمارے اکثر لوگ ساہیوال اور عارف والا جاتے ہیں۔ اگر پاکپتن میں نئی غلہ منڈی کا قیام کر دیا جائے تو حالات بہت بہتر ہو جائیں گے۔ میرے حلقے میں کھیلوں کے لئے کوئی گراؤنڈ نہیں رکھا گیا۔ علاقے میں سڑکیں ہیں لیکن ان کی مرمت نہیں کی جاتی۔ میرے حلقہ پی پی۔229 میں کرتارپور سیر وآنہ ایک ایسا گاؤں ہے جس میں پختہ سڑک نہیں باقی تمام علاقے میں الحمد للہ پختہ سڑکیں ہیں۔ وہ سب سڑکیں پچھلے ادوار میں بنائی گئیں لیکن ان کی مرمت نہیں کی جا رہی۔ میں اپنی بہن وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ ان سڑکوں کی

مرمت کے لئے فنڈز رکھے جائیں۔ مجھے یہ شوق نہیں کہ میرے نام کی تختی لگے بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے علاقے میں ترقیاتی کام ہو جائیں۔ انہوں نے جان بوجھ کر ہمیں ignore کیا ہوا ہے اور ہمیں فنڈز نہیں دینے تو پھر بھی ہم خاموش ہیں لیکن اگر یہ حلقہ سہواً رہ گیا ہے تو میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہم بھی صوبہ پنجاب کے باسی ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ پی پی۔229 کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں وگرنہ میں یہ سمجھوں گا کہ یہ بجٹ میں نے دیکھا اور نہ ہی سُنا ہے۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک محمد احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ بجٹ پر discussion کے لئے چونکہ وقت بہت مختصر دیا گیا تھا اس لئے میں نے اپنی بجٹ تقریر میں سے کچھ چیزیں روک لیں تاکہ ضمنی بجٹ کے موقع پر وہ آپ کے گوش گزار کر سکوں۔ بجٹ بہت اچھا، متوازن اور people friendly ہے۔ اس میں بہت سارے ایسے پراجیکٹس رکھے گئے ہیں جو کہ عوام کے لئے انشاء اللہ بہت سے فائدے لے کر آئیں گے۔

جناب سپیکر! دو باتیں بڑی بنیادی اور ضروری ہیں۔ آپ پنجاب کے 70 فیصد عوام کو ان کے بنیادی حقوق نہیں دیں گے تو پھر سوال اُٹھیں گے۔ میں پچھلے دو سال کے اندر، چوبیس مہینوں میں دیکھنا چاہ رہا ہوں کہ وہ relevant departments کہاں ہیں جو کہ crisis میں کسان کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں؟ کئی فصلیں آئیں لیکن کسان کو اس کی صحیح قیمت نہیں مل سکی۔ اگر Agricultural Marketing Department کے پاس یہ صلاحیت نہیں تو پھر ضمنی بجٹ میں یہ چیز report ہونی چاہئے تھی۔ میں نے سارا ضمنی بجٹ دیکھا لیکن مجھے کسی جگہ پر agricultural crisis جس سے کسان اس وقت دوچار ہے کو meet کرنے کے لئے اُٹھائے گئے اقدامات نظر نہیں آئے۔ کسان کی حالت اس وقت یہ ہے کہ وہ شدید ترین قرضوں کے نیچے دب چکا ہے اور وہ بجلی کے بل ادا نہیں کر سکتا۔ آپ ساؤتھ کے صادق آباد سے لے کر قصور تک دیکھ لیں ہر دیہات میں یہی مسئلہ ہے۔ لوگوں کے بجلی کے میٹر کٹ رہے ہیں، لوگوں کے ٹیوب ویل بند پڑے ہیں اور ان میں ایک عجیب بے چینی کی کیفیت ہے۔ اب میں اس کو exploit نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے۔ میں صرف نشاندہی نہیں کر رہا بلکہ way forward بھی دے رہا ہوں۔ On a very honest approach میں بتانا چاہ رہا ہوں کہ موجودہ حکومت کیسے اسی ضمنی بجٹ کے اندر اس کو deal with کر سکتی تھی۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب آپ ایک فصل لینے کے لئے monopolist کو چھوڑ دیں گے، اب آلو کون نہیں کھاتا؟ غریب اور امیر سب کھاتے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہم آلو کی market price کو sustainable سستا رکھنے کے لئے آلو کے growers کا قتل عام کر دیں؟ آلو کا کاشتکار ایک ایکڑ پر 80 یا 85 ہزار روپے اس امید پر خرچ کرتا ہے کہ میں تیس، پینتیس یا چالیس ہزار روپے ایک ایکڑ سے منافع کماؤں گا۔ وہ اپنے آلو اُٹھا کر پھرے لیکن 200 روپے کی بوری فروخت نہ ہو۔ یہ کیسا نظام ہے، کس سے پوچھیں اور کس سے انصاف مانگیں؟

جناب سپیکر! معزز وزیر خزانہ یہاں بیٹھی ہیں یہ ضرور اس بات کو ensure کریں کہ کاشتکار کو اس کی پیداوار کی صحیح قیمت مل سکے۔ مختلف اضلاع کے اندر مختلف issues ہیں۔ کچھ اضلاع میں کپاس کا issue ہے اور کہیں پر sugarcane کا مسئلہ ہے۔ شوگر ملیں کسان کو گنّے کے پیسے نہیں دے رہیں۔ ملز مالکان اپنی پوری ملوں کو بنکوں کے حوالے کر کے liquidation میں چلے گئے ہیں۔ ملز مالکان نے کسانوں کے جو واجبات دینے تھے وہ اُن سمیت اپنی ملیں بنکوں کے حوالے کر کے چلے گئے ہیں اور کسان اپنے ہاتھوں میں CPR لے کر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ یہ موجودہ حکومت کسان کے ووٹ سے منتخب ہوئی ہے اور آنے والے وقت میں بھی کسان میاں محمد شہباز شریف کے ساتھ ہوں گے۔ آپ ان کسانوں سے جا کر بات تو کریں۔ آپ transport of goods پر tax levy کر رہے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر آپ transportation of goods پر ٹیکس لگائیں گے تو ٹرک والا یہ ٹیکس کسان سے ہی لے گا۔ کسان سے بجلی کا یونٹ afford نہیں ہوتا اور وہ DAP کھاد مہنگے داموں خریدتا ہے۔ آپ حالات کے مطابق کھڑے ہو کر کچھ تو کسان کی دادرسی کریں۔ ہم ان کے پورے بجٹ پر، ان کے وژن پر، ان کے ڈویلپمنٹ کے infrastructure پر، ان کے سکولوں کے کاموں پر، ہسپتالوں کے لئے کاموں پر، transportation کی بہتری کے اُوپر اور اس کے علاوہ بھی جو کچھ موجودہ حکومت کر رہی ہے اس پر ان کو شاباش دیتے ہیں، تائید کرتے ہیں اور اس پورے مشن میں پوری پارلیمانی پارٹی ان کے ساتھ ہے۔

This Parliamentary Party consists of at least 70 percent of the representatives which have to go back and they have to answer before farmers about this.

جناب سپیکر! میری درخواست ہوگی کہ ایک ضروری، اہم ترین اور بنیادی مسئلہ سمجھ کر حکومت وقت اس بارے میں کوئی سنجیدہ efforts کرے۔ I have heard that لیکن

میں اپنی بات آپ کے سامنے کرنا چاہوں گا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ شاید کسی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کچھ decisions ہوئے جس کے آپ بھی ممبر تھے۔ Finance Minister is here. According to Articles 87 and 88 of the Constitution یہ پنجاب اسمبلی آئینی طور پر ایک مقتدر ادارہ ہے۔ دیکھیں، میں یہاں پر separation of powers کا کوئی لیکچر دینے کھڑا نہیں ہوا لیکن میں یہ کہنے لگا ہوں کہ separation of powers کا modern concept, governance کا ایک بنیادی، اہم اور ایک significant part ہے۔ Legislature علیحدہ ہوتی ہے، Executive علیحدہ ہوتا ہے، Parliamentary over sight کا concept ضرور ہوتا ہے اور Judiciary علیحدہ ہوتی ہے۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کی rulings آ گئی ہیں کہ Financial matters of the legislature جو component ہے اُس کو deal کرنے کے لئے اُن کی فنانس کمیٹی ہوتی ہے اور آپ کا Article 88 of the Constitution ہے وہ demand کرتا ہے اور میں یہ آپ کی موجودگی میں پہلے پڑھ چکا ہوں، دوبارہ repeat نہیں کروں گا کیونکہ وہ پہلے ہی proceedings کا حصہ ہے۔ آپ نے ہمارا پورا مدعا سُننے کے بعد اُس وقت کے وزیر خزانہ سے کہا تھا کہ آپ مجھے صبح تک اس کی رپورٹ دیں گے۔ اب ہوا کیا؟ یہ case of willful defiance ہے This is not a case. کہ جہاں پر آپ کو کسی کی منظوری کی ضرورت ہے۔ یہ ڈیپارٹمنٹس کی طرف سے willful defiance ہے۔

> And Finance Department has basically willfully denied what this Assembly on the floor of the House has already approved, Sir!

جناب سپیکر! یہ کیسے ہو گا؟ ہم بجٹ پاس کر رہے ہیں اور اپنی فنانس کمیٹی کے فیصلوں کو اتنا بے توقیر کر رہے ہیں۔ یہ روز بروز گرتی ہوئی انحطاط پذیری اور یہ معاملات آپ کو کل کو بھگتنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں آپ کے سامنے یہ documents 5 رکھنے لگا ہوں۔ نمبر1، یہ فنانس کمیٹی کا decision ہے۔ نمبر2، اس پر لاء ڈیپارٹمنٹ کی opinion ہے۔ نمبر3، اس پر سپیکر پنجاب اسمبلی نے ایک speaking order pass کیا جو relevant ہے میں صرف وہ آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں تاکہ اس میں تھوڑی سی clarity آ جائے۔ سپیکر پنجاب اسمبلی نے اس ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے اپنے ایک آرڈر میں لکھ دیا۔ انہوں نے کہا کہ دیکھیں، یہ کہہ رہے

ہیں کہ یہ فنانس کمیٹی کے اختیارات نہیں ہیں کہ وہ اسمبلی کے معاملات کو خود چلائے۔ مدعا یہ ہے کہ کیا فنانس کمیٹی پنجاب اسمبلی کے اپنے معاملات کو خود چلا سکتی ہے؟ 1976 میں اسی طرح کا ایک مسئلہ اُٹھا اُس پر اسی اسمبلی کی ایک کمیٹی بیٹھی اور اُس کمیٹی نے ایک کیس بھیجا جو کہ کورٹ میں گیا۔ اُس کورٹ کا ایک decision آیا وہ decision بھی اس کے اندر ہے میں آپ کو وہ بھی پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ فنانس کمیٹی کا اختیار ہے کہ وہ... Charged Expenditure آپ نے بھی بجٹ پاس کیا ہے۔

Hon'ble Finance Minister would be in a better position to reply when she would be replying it.

جناب سپیکر! یہ اُس پر بات کر سکیں گی کہ کیا آپ یہاں سے اسمبلی کے اخراجات منظور کرواتے ہیں؟ یہ Charged Expenditures ہیں۔ یہ اختیار بھی فنانس کمیٹی کے پاس ہے کہ ایک سو روپیہ یا ایک لاکھ روپیہ یا دس لاکھ روپیہ، وہ جتنے اخراجات کا تعین کرے گی وہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک محمد احمد خان صاحب! آپ اپنی بات کو مختصر کر کے بتائیں کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے مجھے یہ وقت عنایت فرمایا۔ میں کسی point of order پر بات نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ہم آپ کے passions کی تو دلیل دیتے ہیں کہ ہمارے ڈپٹی سپیکر جیسا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ مجھے پتا ہے کہ آپ نے یہی کہنا ہے کہ معزز ممبران کی تنخواہیں ابھی تک کیوں نہیں بڑھائی گئیں؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر کیا بات ہے؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ کے اندر جتنی بصیرت ہے اور آپ جتنے حوصلے کے ساتھ سنتے ہیں۔ ہم تو آپ کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ میرے لئے قابل احترام ہیں۔ مجھے اندازہ ہے کہ آپ یہی کہنا چاہتے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں قطعاً یہ نہیں کہنا چاہتا۔ آپ مت بڑھائیں تنخواہیں۔ میرا تو کوئی issue ہی نہیں ہے کہ آپ تنخواہ بڑھائیں یا نہ بڑھائیں۔ میرا سردست مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایک مقتدر ایوان ہے، یہ عوام کی representative body ہے، Constitution کے اندر اس کے provided mandate کو willful defiance نہیں ہونی چاہئے، یہ ہے میرا مدعا۔ جب Charged expenditure ہوگا تو اُس کے لئے بھی آپ اسمبلی سے منظوری نہیں دیں گے تو 2012 سے بارہا آپ کے different forums پر یہ بات سامنے آچکی ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے اور آپ کی وساطت سے میں معزز وزیر خزانہ سے یہ request کروں گا کہ kindly take into the notice of your department. اور آپ اس کو دیکھیں کہ یہ matter ہے کیا اور جو ہم کہہ رہے ہیں اگر وہ غلط ہے تو Hon'bly we will concede to it کہ جو ہمارا مدعا تھا وہ غلط ہے اور اگر ہمارا مدعا درست ہو اور یہ فنانس کمیٹی کا ہی اختیار ہو اور سپیشل کمیٹی نمبر 6 جس کے اندر یہ مدعا پہلے گیا میں اُس کا ممبر نہیں تھا۔

I was called there as a co-opted member. I went there, so the proceedings and I set there in a very disgraced manner.

کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کا کوئی بندہ پوری اسمبلی کے بلانے پر اسمبلی کی میٹنگ کے اندر آنے کو تیار نہیں تھا۔

جناب سپیکر! میں کوئی تنخواہیں بڑھانے کا مدعی نہیں ہوں۔ مت بڑھائیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ میں تنخواہ نہ بھی لوں تو میں چل سکتا ہوں۔ یہ کوئی میرا مسئلہ نہیں ہے۔ یہاں پر جتنے معزز ممبران بیٹھے ہوں گے اُن کا یہ مسئلہ نہیں ہوگا۔ سب معزز ممبران اپنی جیب سے پیسے خرچ کر کے آتے ہیں، الیکشن لڑ کے آتے ہیں، لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ کرتے ہیں تو ہم یہ 45/40 ہزار روپیہ کی تنخواہ نہیں لیتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ آپ اس ایوان کی توقیر کے custodian ہیں۔آپ اس پر آج special meeting کر لیں۔2012 سے pending مسئلہ آپ کے سامنے پڑا چلا آ رہا ہے۔یہاں کی روایت رہی ہے کہ ہر بجٹ پر اسمبلی کے ملازمین کو کوئی ایک آدھا بونس دیا جاتا تھا? Where is it یہ سارا دن فائلوں کے پلندے اُٹھا کر ہمارے پیچھے پھرتے ہیں۔یہ سمجھ سے بالاتر ہے۔آپ کے 35 departments ہیں سب نے one time اُن کو pay and scale کے matter پر دے دیا۔Prisons Department نے کیا، Excise Department نے کیا، Wild Life Department نے کیا، Forestry نے کیا، Education نے کیا۔او بھائی!

Punjab Assembly is an independent entity. The Speaker passes an order, who can define that? But I am not the Chairman or sitting at their chair, Sir!

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک محمد احمد خان صاحب! یہ معاملہ میرے notice میں ہے انشاء اللہ بہت جلد اس پر کوئی نہ کوئی result نکلے گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احمد خان بلوچ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ پچھلے بجٹ کی تقریر میں اتنی جلدی تھی کہ پانچ منٹ بھی بڑی مشکل سے ملے تھے۔ کچھ ایسی ضروری چیزیں تھیں جو رہ گئی تھیں اور یہی سوچا تھا کہ رہ جانے والی چیزوں کو انشاء اللہ ضمنی بجٹ پر پیش کریں گے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تعلیم کے معاملہ پر آتا ہوں۔اس میں مجھے شکایت یہ ہے کہ 10۔ارب روپیہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے رکھ دیا گیا ہے اور پچھلی دفعہ 7.5۔ارب روپیہ تھا۔ مجھے صرف یہ بتایا جائے کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو جو 10۔ارب روپیہ دیا گیا ہے اس کو check کرنے کا بھی کوئی طریقہ ہے، اس کو کون check کرتا ہے اور کبھی اس کا audit ہوا ہے؟ یہ دیہاتوں میں جا کر سکولوں کے لئے پیسے دیتے ہیں۔اس فاؤنڈیشن کا ایک چیئرمین ہے جو all in all ہے، جو مرضی ہے وہ کر لے، وہاں اُس کی ایک ٹیم ہے۔اُس کا نمائندہ جاتا ہے جو کسی سے نہیں پوچھتا۔ڈی سی او کو پتا ہے، ای ڈی او کو پتا ہے اور نہ ہی عوامی نمائندے کو پتا ہے۔وہ اپنی مرضی سے سکول کھول دیتا ہے، اس

میں کرپشن کا راستہ نکلا ہوا ہے وہ 50/50 کر کے آ جاتے ہیں۔ بغیر check and balance یہ 10.50-ارب روپیہ ضائع ہو رہا ہے، مہربانی کریں اس کا audit ہونا چاہئے۔ اس میں ایک کمیٹی ہونی چاہئے متعلقہ ڈی سی او اس کمیٹی میں شامل ہو، ای ڈی او بھی کمیٹی کا ممبر ہو اور اگر ہو سکے تو جس علاقہ میں یہ سکول کھولتے ہیں وہاں کے عوامی نمائندے کو بھی اس میں شامل کریں۔ وہ آپ کو بتائے گا کہ میرے حلقہ کے فلاں سکول میں اتنی تعداد ہے اُن کے لئے ہمیں اتنے کمرے چاہئیں۔ انہوں نے جو سکول فائنل کئے ہوئے ہیں اُن کے کوائف تک پورے نہیں ہوتے لیکن وہاں جا کر show کرا تے ہیں کہ یہ سکول کھل گئے ہیں۔ یہ 10.50-ارب روپیہ کوئی تھوڑا پیسا نہیں ہے۔ یہ 10.50-ارب روپیہ ضائع ہو رہا ہے تو اگر اس پیسا کو زراعت پر خرچ کر دیا جاتا تو اس سے کتنے کسان خوشحال ہو جاتے۔

جناب سپیکر! اس کی کسی کو ذمہ داری دی جائے، اس کی کمیٹی بنائی جائے اکیلا چیئرمین پنجاب کا یہاں مقرر رہے سب کچھ اس پر نہ چھوڑ دیا جائے۔ یہ پیسے ضائع ہو رہے ہیں۔ مہربانی کر کے اس کا آڈٹ کیا جائے اور اس کو چیک کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میرے پورے حلقہ میں بوائز ڈگری کالج نہیں ہے۔ میں نے کروڑوں روپے کا چار ایکڑ رقبہ محکمہ کے نام کر دیا لیکن افسوس یہ ہے کہ مجھے کالج نہیں ملا۔ مجھے تو وہ طریقہ ہی نہیں ملتا کہ میں رقبہ واپس لوں۔ مہربانی کریں اور میرے حلقہ کے لئے اس کالج کو منظور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر! میں زراعت کی بات کرتا ہوں کہ پوری دنیا میں چیک کر لیں جو بھی زرعی ملک ہے وہاں کسانوں پر ٹیکس لاگو نہیں۔ ان پر زرعی ٹیکس لاگو ہے، انکم ٹیکس لاگو ہے اور نہ ہی inputs پر ٹیکس ہوتا ہے۔ یہاں زرعی آلات پر بھی ٹیکس ہے، جعلی ادویات کی وجہ سے کاشتکار بے چارہ تباہ ہو رہا ہے ان پر بھی جو ٹیکس لگتا ہے وہ بھی کاشتکار سے وصول ہوتا ہے۔ یہاں پر کون سا ٹیکس ہے جو کاشتکار نہیں دیتا۔ ہم جب بھی یہاں اجلاس میں آتے ہیں، یہ ایوان کاشتکاروں کا ایوان ہے واپس جاتے ہیں تو کسان ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے لئے کیا لائے ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ ٹیکسوں کا تحفہ لے کر آپ کے پاس آئے ہیں۔ ہر دفعہ ایک نیا ٹیکس لے کر جاتے ہیں۔ آپ کاشتکار پر ظلم نہ کریں۔ ہمارا ہمسایہ ملک انڈیا ہے اس کو دیکھ لیں۔ وہاں پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ وہاں DAP کھاد کی قیمت ایک ہزار روپیہ فی بوری ہے، یوریا چار سو روپیہ فروخت ہو رہی ہے اور یہاں ہمیں چار ہزار روپے میں DAP مل رہی ہے اور دو ہزار روپے سے کم یوریا نہیں ملتی۔ وہاں جو اجناس ہوتی ہیں اس کی گورنمنٹ ذمہ دار ہے۔ کاشتکار کا ایک دانہ بھی ضائع نہیں

ہوتا، جو اجناس ہوتی ہے وہ کسی بھی قسم کی ہو حکومت اٹھاتی ہے اور ان کو پیسے دیئے جاتے ہیں۔ یہاں پر گندم خرید کرنے والا کوئی نہیں ہے، کاٹن کو کوئی نہیں پوچھتا اور آلو زیادہ ہو جائے تو اس کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اگر اس کو نہ سنبھالا گیا اور کاشتکار تباہ ہو گیا تو یہ ملک کے لئے تباہی کا باعث ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! میں آخری بات کر کے ختم کرتا ہوں کہ صحت کے معاملہ میں ہمارے پاس اکلوتا ہسپتال نشتر ہسپتال ہے۔ وہاں پر پورے جنوبی پنجاب کے مریض آتے ہیں۔ وہاں ایک کارڈیالوجی سنٹر ہے۔ آپ وہاں جا کر حالت دیکھیں، وارڈز کی حالت دیکھیں صفائی ہے اور نہ ادویات ہیں۔ وہاں پہلے پروفیسرز صبح و شام چکر لگانے آتے تھے لیکن اب کوئی پروفیسر نہیں آتا۔ انہوں نے اپنے کلینکس کھولے ہوئے ہیں۔ وہ ایجنٹوں کے ذریعے مریضوں کو وہاں بھجواتے ہیں۔ خدا کے لئے کم از کم نشتر ہسپتال کو تو سنبھال لیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہاں کمیٹی بنا کر اچانک چیک کریں اور دیکھیں کہ نشتر ہسپتال کا حال کیا ہو گیا ہے۔ مہربانی کریں اور اس ہسپتال کو سنبھالیں۔ یہ غریبوں کے لئے بہت ضروری ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں یہاں سب سے پہلے ایک بات کو mention کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے بہت دنوں سے تکلیف ہے وہ میں یہاں share کرنا چاہتی ہوں۔ یہاں حکومتی بنچوں والے سمجھتے ہیں کہ یہ نواز شریف صاحب کا پاکستان ہے، ہم کہتے ہیں کہ یہ عمران خان کا پاکستان ہے لیکن ایک چیز پر ہم سب متفق ہیں اور اس میں کوئی اختلاف رائے نہیں ہے کہ یہ جناح کا پاکستان ہے۔ جناح ہمارے بھی ہیں اور آپ کے بھی ہیں۔ مجھے بہت تکلیف ہوئی جب میں نے دیکھا کہ ہائی کورٹ ہو یا سیکرٹریٹ ہو وہاں اردلی جو خدمت گزار ہوتے ہیں ان کا dress code جناح کیپ اور شیروانی ہے۔ وہ جن کو serve کرتے ہیں وہ necktie لگا کر سوٹ پہن کر بیٹھے ہوتے ہیں۔ جناح کے پاکستان میں جناح کے ساتھ یہ سلوک برداشت نہیں ہوتا۔ میرے خیال میں اس ایوان کے دونوں اطراف میں بیٹھے ہوئے لوگ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ یہ جناح کا ملک ہے اور جناح سب کے ہیں۔ یہ فیصلہ ہونا چاہئے کہ جناح کیپ پہن کر ہم کوٹ ٹائی والوں کو serve نہیں کریں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ عمران خان کو پہنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہ بہت چھوٹی بات ہے۔ میں یہی بات تو کہہ رہی ہوں کہ یہ جناح کا پاکستان ہے۔ ہم آپ کی بات نہیں کر رہے۔ میں نے یہ بات ایک پاکستانی کی حیثیت سے محسوس کی اور آپ سے shareکی ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے پہلے سالانہ بجٹ پر بحث کی اور آج ہم ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔ میرے دوستوں نے اِدھر سے بھی اور اُدھر سے بھی facts and figuresکے مطابق بات کی۔ اب تھوڑی بات realityپر ہو جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ بجٹ کے جو بڑے مسائل سامنے آتے ہیں۔ اگر اس میں سے ایک چیز ہٹا دی جائے تو بہتری آ جائے گی اور وہ block allocationہے۔ اس کی وجہ سے سارے مسائل کھڑے ہوتے ہیں۔ آپ نے ایک محکمہ میں block allocationکی اس کو خرچ کرنے کی صوابدید محکمہ کے پاس نہیں ہوتی۔ اس کے بعد یہ ہوتا ہے کہ ہم صحت، پولیس یا کسی بھی محکمہ کا بجٹ اٹھا کر جہاں مرضی ہو خرچ کر لیتے ہیں۔ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم جو بجٹ بنا رہے ہیں وہ کس کے لئے ہے۔ اگر ہم نے بجٹ کو جاننا ہے تو یہاں کی بحث سے اندازہ نہ لگائیں کہ بجٹ کیسا ہے۔ آپ عام آدمی کو دیکھیں کہ اس بجٹ سے اسے کیا فائدہ یا نقصان ہوتا ہے۔ اگر کوئی عام آدمی گورنمنٹ ہسپتال میں جاتا ہے تو اس کو کیا سہولیات ملتی ہیں۔ میں عام شہری ہوں اور عوامی نمائندہ بھی ہوں اس لئے مجھے لوگوں کے ساتھ ہسپتالوں میں بھی جانا پڑتا ہے اور ان کے مسائل بھی سننے پڑتے ہیں۔ میں یہ نہیں سمجھتی کہ گورنمنٹ ہسپتالوں کا قصور ہے مگر وہ over burdened ہیں۔ اگر ہم جناح ہسپتال کو دیکھ لیں تو وہاں پر ایک ایک bedپر تین تین مریض لیٹے ملیں گے۔ انہیں سفارش کے بغیر ایک Panadol نہیں ملتی، ڈاکٹر دیکھتے نہیں اور ٹوٹی ہوئی ٹانگ یا زخمی ترین حالت میں لوگ ہوتے ہیں وہ کال کرتے ہیں کہ آپ یا تو فون کر دیں یا تشریف لے آئیں تاکہ ہمارا مریض attendہو جائے۔ ہمارے پاس Burn Unitsنہیں ہیں۔ پچھلے دنوں اسلام آباد میں میری ایک دوست کے شوہر کا ایکسیڈنٹ ہوا، انہیں PIMSمیں لے جایا گیا۔ ان کے پاس سی ٹی سکین مشین تھی اور نہ ventilators تھے۔ اسی دن اسلام آباد میں میٹرو بس کا افتتاح بھی تھا۔ وہ انہیں جب وہاں سے لے کر الشفاء تک پہنچے ہیں تو اس وقت تک ان کا internal bleedingسے 50فیصد brain damageہو چکا تھا اور وہ دو دن بعد انتقال کر گئے۔ ہم میٹرو کے againstنہیں ہیں اور ہم کسی سکول کے againstنہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میرا اعتراض یہ ہے کہ بیدیاں روڈ پر منڈانہ گاؤں ہے جہاں پر کوئی سرکاری اور پبلک ٹرانسپورٹ نہیں ہے۔ اللہ نہ کرے وہاں کوئی بیمار پڑ جائے یا کسی کو وہاں سے باہر لے جانا پڑے تو پانچ ہزار روپے پر ایک پرائیویٹ گاڑی یا ٹیکسی ملتی ہے اکثر لوگ وہیں دم توڑ جاتے ہیں۔ میں نے خود visit کیا ہے۔ آپ سب کے علم میں ہو گا کہ بیدیاں روڈ پر بڑے بڑے شاہی قسم کے فارم ہاؤسز بنے ہوئے ہیں لیکن اسی بیدیاں روڈ پر 40 گاؤں بھی ہیں۔ یہ میں لاہور کی بات کر رہی ہوں لاہور سے باہر کی بات نہیں کر رہی۔ ان 40 گاؤں میں پینے کے پانی کا یہ عالم ہے کہ لوگ انتہائی خراب پانی پی رہے ہیں۔ وہاں میڈیکل یونٹس نہیں ہیں اور پبلک ٹرانسپورٹ نہیں ہے۔ ہم وہاں اپنی پارٹی کی طرف سے میڈیکل کیمپس لگاتے ہیں۔ ہم نے اپنے ذاتی خرچ سے وہاں ڈسپنسری کھولی ہے اور کوشش کر رہے ہیں لیکن یہ کام ریاست کا ہے۔ لاہور میں موجود علاقہ میں گورنمنٹ کا focus کیا ہے؟ لاہور ایک میٹروپولیٹن سٹی ہے۔ آپ یہاں تمام اعلیٰ چیزیں دیکھتے ہیں وہ کریں لیکن آپ ایک عام آدمی کو بھی تو وہ ریلیف دیں جو اس کا حق ہے۔ گورنمنٹ سکولوں کی حالت دیکھیں وہ بھی تسلی بخش نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں آپ کی بات کرتی ہوں جو بہت اہم ہے۔ میں پہلے سال سے بات کر رہی ہوں کہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب گورنمنٹ سے کہا کہ ہمارے بلڈوزرز خراب اور پرانے ہو چکے ہیں سیلاب اور بارشوں کا موسم آنے والا ہے بند نہیں ڈالے جائیں گے آپ ہمیں نئے بلڈوزرز فراہم کریں۔ انہوں نے کہا کہ پرانے بلڈوزرز بیچ دیں اور وہ پیسے ہمیں دیں ہم آپ کو نئے بلڈوزرز دیں گے۔ وہ پرانے بلڈوزرز 36 کروڑ میں بک گئے اور وہ رقم اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب گورنمنٹ کے سپرد کر دی۔ اس کے بعد جب سیلاب کا وقت بالکل سر پر آ گیا تو محکمہ نے حکومت سے کہا کہ وہ بلڈوزرز کہاں ہیں تو بتایا گیا کہ ان سے تو laptops لے لئے گئے ہیں۔ جب عوام پانی میں ڈوب جاتی ہے تو پھر پانچ پانچ لاکھ کے چیک بانٹنے سے فرق نہیں پڑتا اور long coat پہن کر پانی میں کھڑے ہونے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ فرق تو اس سے پڑتا ہے کہ جرائم ہونے سے پہلے، سیلاب کے آنے سے پہلے اور قدرتی آفات کے آنے سے پہلے ان کو روکا جائے اور عام آدمی کو relief دیا جائے۔ آخر میں اپنی روایت برقرار رکھتے ہوئے ایک شعر پڑھوں گی کہ:

مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے
منصف ہو تو حشر اٹھا کیوں نہیں دیتے
شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے آج خاص طور پر ضمنی بجٹ کی بحث میں حصہ لینے کے لئے وقت دیا ہے۔ ابھی کچھ دن پہلے ہم نے پنجاب کا بجٹ پاس کیا ہے اور آج ہم ضمنی بجٹ پر بحث کر رہے ہیں۔ ضمنی بجٹ unanticipated اخراجات ہوتے ہیں یا کوئی ایمر جنسی کی صورت میں ایسے اخراجات کرنے ہوتے ہیں جن کی منظوری پہلے سے نہیں لی جاتی یہ unforeseen اخراجات ہوتے ہیں لیکن یہاں پر جب میں اپنے پنجاب کی کتابوں میں ضمنی بجٹ کو دیکھتی ہوں تو یہ وہ اخراجات ہیں جو کہ unseen نہیں ہیں، یہ وہ اخراجات ہیں جو کہ unanticipated نہیں ہیں یہ حکومت کو بالکل پتا تھا کہ یہ اخراجات انہوں نے کرنے ہیں لیکن انہوں نے ان اخراجات کو بجٹ میں نہیں دکھایا تا کہ بہت بڑا بجٹ نہ لگے اور اس کا volume بہت بڑا نہ لگے اس لئے ان چیزوں کو انہوں نے روک دیا تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ عوام کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی اور بد دیانتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں کرنا چاہوں گی کہ ضمنی بجٹ ایسے لگتا ہے جیسے کرپشن کا پلندہ ہے۔ ہم نے اپنی ذات، اپنے مفادات، اپنی شخصیت اور اپنے افراد کے لئے ان چیزوں کو استعمال کیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں، میں نے بہت ساری چیزیں دیکھی ہیں جن کی ہمیں ضرورت نہیں تھی وہ صرف personal use کے لئے ہیں، media campaign کے لئے ہیں یعنی ایسے اخراجات ہیں جو کہ ایمر جنسی نہیں تھی اور آپ نے بہت بڑی رقم اس میں خرچ کر دی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ پچھلے سال کا جو بجٹ تھا اس میں تقریباً ہر محکمے نے 50 فیصد بجٹ استعمال ہی نہیں کیا وہ بجٹ جو ہم نے almost 50 percent approve کیا تھا اس ایوان نے approve کیا تھا وہ ہم استعمال ہی نہیں کر سکے ہمارے پاس capacity ہی نہیں تھی کہ ہم اس کو استعمال کر سکتے اور اس کی بہت بڑی وجہ block allocations تھیں اور جب آپ block allocations کرتے ہیں تو وہ حکومت کا صوابدیدی فنڈ ہوتا ہے جہاں اس کا دل چاہے وہ اس کو خرچ کر لے۔ اسی طرح جب میں index کو دیکھ رہی تھی وہاں میں نے دیکھا کہ آپ نے ضمنی بجٹ میں ایجوکیشن، ہیلتھ، پولیس، minorities، سپیشل ایجوکیشن، وومن اور نہ ہی سوشل ورک کی مد میں کچھ مانگا ہے اور اُن

محکموں کے لئے مانگا گیا ہے جو کہ پبلک ویلفیئر کے لئے نہیں ہیں بلکہ وہ ان کے personal interest کے مطابق ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ ایجوکیشن کے لئے بجٹ مانگتے تو میں آپ کی وساطت سے حکومت کو یہ یاد دلانا چاہتی ہوں کہ 50 فیصد ایجوکیشن بجٹ استعمال ہی نہیں ہوا۔ انہوں نے ہیلتھ، سپیشل ایجوکیشن اور پینے کے صاف پانی کے لئے کچھ نہیں مانگا کیونکہ بہت سے ایسے حلقے ہیں جہاں پر water purification plants نہیں ہیں اس کے لئے اور لاء اینڈ آرڈر کے لئے کچھ نہیں مانگا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ آپ نے پچھلے سال human rights and minorities کے حوالے سے 30 کروڑ block allocation رکھی تھی اور اس میں سے آپ نے صرف 2 کروڑ روپے استعمال کئے اور اب آپ پھر ضمنی بجٹ میں 3 ملین مانگ رہے ہیں اس میں آپ نے پھر 3 ملین اخراجات کر دیئے ہیں۔ مجھے یہ نہیں سمجھ آئی وہ رقم آپ سے خرچ نہیں ہوئی اور اب پھر اس ضمنی بجٹ میں 3 ملین مانگ رہے ہیں۔ اس کے بعد میں سمجھتی ہوں کہ پینے کا صاف پانی بہت بڑی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں minorities کے حوالے سے ضرور ذکر کرنا چاہوں گی کہ بہار کالونی ایک ایسا علاقہ ہے جہاں سے میں خود تعلق رکھتی ہوں میں وہاں پی پی۔153 میں رہتی ہوں اور وہاں پر عرصہ دراز سے ستوکتلہ ڈرین پر کام ہو رہا ہے۔ اب منسٹر صاحبہ آپ کی توجہ میں اس پر ضرور دلانا چاہوں گی کہ آپ ایک خاتون ہونے کے ناتے اس بات کو ضرور سمجھیں گی کہ وہ ستوکتلہ ڈرین کی وجہ سے بہت سے بچے بیمار ہو رہے ہیں۔ جب برسات کا موسم آتا ہے تو یہ گندا پانی لوگوں کے گھروں میں چلا جاتا ہے، یہ انڈسٹریل ایریا ہے، کیمیکل والا گندا پانی لوگوں کے گھروں میں جاتا ہے اور چار سال سے اس ڈرین پر کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ جب میں اسمبلی میں شور مچاتی ہوں تو پھر وہاں پر دو چار اینٹیں لگ جاتی ہیں اس کے بعد پھر خاموشی ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت زیادتی ہے حکومت اگر اس طرح کے کام کرے گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ تحسین فواد صاحبہ!

محترمہ تحسین فواد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا وزیر خزانہ پنجاب کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے انتہائی متوازن بجٹ پیش کیا۔ میں ڈاکٹر عائشہ کی نذر ایک شعر کرنا چاہتی ہوں:

اس کے لکھے ہوئے دستور کے ہر لفظ کو دیکھا
اس میں تو محبت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مسلم لیگ (ن) کی قیادت پاکستان کو اندھیروں سے نجات دلانے کے لئے دن رات محنت کر رہی ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ توانائی کے بحران پر قابو پانے اور عوام کو لوڈشیڈنگ کے عذاب سے نجات کے لئے انشاء اللہ بھرپور کردار ادا کرے گی۔ ہماری قیادت کا مقصد پنجاب کو ایک ایسا صوبہ بنانا ہے جہاں ایک عام آدمی کی تعلیم اور صحت تک آسانی سے رسائی ہو سکے۔ ہم خادم اعلیٰ پنجاب کے بہت شکر گزار ہیں کہ انہوں نے راولپنڈی کے عوام کے ساتھ بہت پیار کیا اور کارڈیالوجی ہسپتال، کڈنی ہسپتال اور میٹرو بس جیسا منصوبہ دے کر عوام کو ایک باعزت اور باوقار سواری مہیا کی۔ میں جب بھی اس floor پر بات کرتی ہوں تو راولپنڈی کے لئے پانی کی ضرور بات کرتی ہوں کیونکہ راولپنڈی میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے، خاص طور پر کینٹ ایریا میں ایک دن چھوڑ کر ایک دن پانی آتا ہے، صرف ایک گھنٹہ پانی آتا ہے اگر اس دوران لائٹ چلی جائے تو عوام کے لئے بڑا مسئلہ ہوتا ہے اور عوام بہت پریشان ہے اس لئے میری وزیر خزانہ سے التجا ہے کہ راولپنڈی کے لئے پانی کے حوالے سے specially فنڈ رکھا جائے۔ بہت شکریہ۔ پاکستان پائندہ آباد، مسلم لیگ (ن) زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا منور غوث صاحب! ڈھلوں صاحب! کیا آپ نے بھی بات کرنی ہے؟

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! جی، کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منور غوث صاحب! پہلے ڈھلوں صاحب بات کر لیں اس کے بعد آپ کر لیں۔ جی، ڈھلوں صاحب!

چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ پاکستان کی سابقہ تاریخ میں اگر پاکستان کی روایات کو دیکھا جائے تو پاکستان میں سب سے بہترین تبدیلی لانے والے وہ لوگ ہیں جو آج میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف ہیں۔ یہ میاں نواز شریف کی ہمت تھی کہ انہوں نے اس ملک کو ایٹمی طاقت بنایا، اس ملک میں جب دو سال کے اندر موٹروے بنائی گئی تو اس وقت بھی لوگ کہتے تھے کہ اس ملک میں یہ موٹروے کیوں بنائی جا رہی ہے جبکہ آج پاکستان کی پوری قوم موٹروے پر سفر کرنے کو ترجیح دیتی ہے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ آج میرے قائد میاں محمد شہباز شریف تعلیمی میدان میں وہ تبدیلیاں لے کر آئے ہیں کہ آج پاکستانی قوم ایک نئے سفر کی طرف گامزن ہے۔ آج پنجاب میں تعلیم کے فروغ کے لئے دانش سکولوں کا اجراء، بچوں کو انعامات، بچوں کو بہتر تعلیم دینا اور جن بچوں کی پنجاب میں بہتر پوزیشن آئی، انہیں غیر ملکی یونیورسٹیوں میں پندرہ دن کا stay کروایا گیا۔ سب سے بڑی بات کہ پنجاب میں جب بچے اچھی پوزیشن لیتے ہیں تو مری جا کر ان بچوں کو گارڈ آف آنر پیش کرنا اس لئے کہ "میرے بچو تم کل کا پاکستان ہو" یہ تبدیلی پاکستان کے کسی صوبے میں کوئی بھی نہیں لا سکا اس لئے کہ تعلیم ضروری تھی اور بچوں کی تعلیم اور اس سفر کو آگے لے کر چلنا ضروری تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات کرتے ہیں کہ میٹرو بنا دی لیکن دو لاکھ کے قریب بچے، خواتین اور بزرگ مسافر جو پیرودھائی میں کھڑے ہو کر ویگنوں کا سفر کرتے تھے اور دو دو گھنٹے میں اسلام آباد پہنچتے تھے لیکن آج آپ اُن سے جا کر پوچھیں کہ راولپنڈی اور اسلام آباد کا سفر صرف بیس روپے میں ہے۔ یہ پاکستان کی اور وہاں کے لوگوں کی ایک بنیادی ضرورت تھی۔ یہ میٹرو کی بات کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ ویگنوں میں دھکے کھائیں، یہ چاہتے ہیں کہ خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی جائے، یہ چاہتے ہیں کہ بزرگ بسوں اور ویگنوں میں دھکے کھاتے رہیں اور چاہتے ہیں کہ اس ملک میں ترقی نہ ہو سکے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ میٹرو بنانا ہماری غلطی ہے تو یہ غلطی ہم انشاء اللہ تعالیٰ بار بار کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب! Wind up کریں۔

چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں اس پر صرف ایک چھوٹی سی نظم پڑھنا چاہتا ہوں جو پنجابی کی ہے اور یہ میں نے خود تیار کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ نے خود محنت کی ہے تو جلدی جلدی پڑھیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: میں عرض کرتا ہوں کہ:

****
****
****
****
****
****

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اِن کے آخری الفاظ حذف کئے جاتے ہیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں؟[****************]

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اِن کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کسی کی لیڈر شپ کے بارے میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! وہ الفاظ میں نے کارروائی سے حذف کروا دیئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ ایک علیحدہ بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے الفاظ حذف کروا دیئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا کسی کی لیڈر شپ کے بارے میں ایسے بات کرتے ہیں؟ یہ سارے ایک حمام میں ننگے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ ڈھلوں صاحب! تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ ہم سے سچی باتیں نہ کروائیں ورنہ یہ کانوں میں روئی لے کر بیٹھیں گے اور تنگ ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں نے وہ الفاظ بھی کارروائی سے حذف کروا دیئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! [****************]

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ بھی حذف کئے جاتے ہیں اور ڈھلوں صاحب کے الفاظ بھی کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اِس سے کہتا ہوں کہ تم گریبان کے بٹن کھول کر دیکھو پھر تمہیں پتا چلے گا کہ اندر کتنا گند ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! کیا آپ نے بات کرنی ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے ایک request کرنا چاہوں گا۔ صرف ایک منٹ کے لئے اجازت دے دیں۔ (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ بات کریں۔ ڈھلوں صاحب! اُن کی بات سنیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! متحدہ قومی موومنٹ کے بارے میں گزارش کرنی ہے۔ غیر ملکی نشریاتی ادارے نے ایک تحقیقاتی رپورٹ پیش کی ہے جس میں انہوں نے ایم کیو ایم کو بھارتی ایجنسی "را" کے ساتھ مل کر پاکستان میں دہشت گردی کے حوالے سے اور اُن کے جو leaders اور workers ہیں اُن کی وہاں ٹریننگ کے حوالے سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ بڑا serious اور پاکستان کی سالمیت کا issue ہے جبکہ اُن کے لوگ اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر لاء منسٹر صاحب ایوان میں تشریف لاتے ہیں تو میں آپ کے توسط سے اُن سے گزارش کروں گا کہ اس ایوان کو اس مسئلے پر بحث کرنی چاہئے، وفاقی حکومت کے ساتھ اس matter کو take up کرنا چاہئے اور اس کو seriously لینا چاہئے کیونکہ یہ پاکستان کی، ہماری اور ہماری آنے والی نسل کی سالمیت کا مسئلہ ہے۔ یہ نہیں کہ وہ جو مرضی کرتے رہیں۔ آپ وہاں کے کور کمانڈر کراچی اور ڈی جی رینجرز کی reports بھی پڑھ لیں۔ اس کے علاوہ وہاں پر ایک ایس پی نے کھڑے ہو کر بات کی تھی جس کے بعد انہیں suspend کر دیا گیا تھا۔ میری گزارش ہے کہ اس کو عام matter نہ سمجھا جائے اور اگر لاء منسٹر صاحب تشریف لاتے ہیں تو اس حوالے سے ایوان کو بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں نے اس حوالے سے اپنا اسمبلی بزنس بھی جمع کروا دیا ہے لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ کل اس کو take up بھی کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب آتے ہیں تو بات کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ بحث کو wind up کریں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں معزز ممبران اسمبلی کی مشکور ہوں کہ آپ نے ضمنی بجٹ برائے سال 2014-15 کی بحث میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ انتہائی ناگزیر وجوہات کی بناء پر ضمنی بجٹ بنایا جاتا ہے۔ اس سال کا کل ضمنی بجٹ 42۔ارب 95 کروڑ 33 لاکھ 74 ہزار روپے ہے جس میں بڑی رقم 18۔ارب 97 کروڑ 99 لاکھ 68 ہزار روپے سیلاب سے متاثرہ عوام کی بحالی پر خرچ کی گئی یعنی کہ ضمنی بجٹ کا کل 43 فیصد unexpected natural calamity پر خرچ کیا گیا۔ یہاں پر بار بار یہ باتیں کی گئیں کہ یہ mismanagement ہو رہی ہے جبکہ یہ unexpected اخراجات تھے۔ اگر ہم ان سیلاب زدگان کا ٹھیک طرح ساتھ نہ دیتے تو پھر ہم قوم کو کیا منہ دکھاتے؟ سولہ اضلاع ایسے تھے جو سیلاب سے بہت زیادہ متاثر تھے جن کے لئے ہم بڑا اچھا package لے کر آئے۔ ہم نے 83 ہزار 593 لوگوں کو عید سے پہلے partial repair کے لئے جن کے گھر تباہ ہو گئے تھے اُن کو 25 ہزار روپے دیئے۔ 74 ہزار 988 لوگوں کو دوسرے مرحلے میں دیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ جن لوگوں کی standing crops destroy ہو گئی تھیں اُس کی مد میں 171 ہزار سے زیادہ افراد کو 10 ہزار روپے کی payment کی گئی۔ وہ غریب لوگ جن کے پاس زمینیں نہیں تھیں جن کا سیلاب کی وجہ سے livelihood affect ہو گیا تھا ایسے 84 ہزار 288 افراد کو Livelihood Allowance دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں دوبارہ گزارش کروں گی کہ جو ضمنی بجٹ آیا ہے اُس کا 43 فیصد ہم نے سیلاب زدگان پر خرچ کیا ہے۔ اس کے علاوہ major areas میں جہاں ضمنی بجٹ آیا ہے وہ Provincial Excise Stamps تھے کیونکہ ہم نے صوبائی ایڈمنسٹریشن میں reform کا ایک process شروع کیا تھا اُس کی مد میں یہ unexpected اخراجات ڈالے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ ایسے ضمنی اخراجات تھے جو تنخواہوں کی adjustment وغیرہ کے حوالے سے تھے اور supplementary books میں آپ نے خود بھی دیکھا ہے کہ ڈاکٹروں اور specialists کی تنخواہیں وغیرہ ہیں۔ آپ نے cut motions میں

Services and General Administration Department, Housing, Urban Development & PHED, Roads bridges, Loans to Municipalities and Autonomous Bodies etc.

پر باتیں کیں جن پر آج تفصیلی بات نہیں کرتے لیکن کل detail میں ان پر بات ہو جائے گی۔ایک بات میں ضرور highlight کروں گی جو بار بار اٹھائی جا رہی ہے۔پوائنٹ یہ ہے کہ ہماری جو Autonomous Bodies ہیں اُن پر بہت زیادہ اخراجات ہو گئے ہیں۔ایک آدھ چیز میرے خیال میں ایوان کے سامنے لانا بہت ضروری ہے وہ یہ کہ ہم نے جو Apparel Park بنایا ہے یورپین یونین سے ہمیں GSP plus کی facility ملی ہے جس کو ہمیں ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ٹیکسٹائل میں value addition ہمارے لئے export کا ایک ذریعہ ہے جو کہ یہ opportunity اگر ہم نے صرف اس وجہ سے miss کر دی کہ ہم اگلے سال بجٹ میں اس کو رکھوائیں گے تو یہ مناسب بات نہیں تھی۔یہ ہماری economic development growth کو compromise کرتی اس لئے ہم نے اس کو خاص طور پر ضمنی اخراجات میں ڈالا۔باقی چیزوں کی تفصیلات آگے بتا دی جائیں گی۔اس کے علاوہ ہمارے ایک معزز ممبر نے audit books دکھا کر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے context میں ذکر کیا جو انہوں نے 2012-13 کے حوالے سے بات کی تھی۔اس حوالے سے میری گزارش یہ ہے کہ یہ current fiscal year سے pertain نہیں کرتا اور دوسری بات یہ کہ یہ رپورٹ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں in any case discuss ہونے والی ہے لہٰذا اس پر بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ چائنا کے trips خاص طور پر ACS کے چائنا کے trips کو بار بار اٹھایا گیا جس کو میں brief انداز میں آپ سے یہ کہنا چاہوں گی کہ جو انوسٹمنٹ پاکستان میں آئی ہے وہ unprecedented اور historic ہے جس کے لئے ہمیں کچھ نہ کچھ تو محنت کرنی تھی اس کے لئے ہمیں projects finalize کرنے تھے، اس کی negotiations کرنی تھیں اور اس مد میں تیاریاں کرنی تھیں۔کیا اس پر کوئی انوسٹمنٹ نہیں ہوتی اور کیا ہم اگلے سال کے لئے اٹھا رکھتے کہ چلیں اگلے بجٹ میں ڈالیں گے، یہ ساری انوسٹمنٹ ابھی رُک جائے؟ اگلے سال بجٹ آئے گا تو اس میں اس کی تیاریوں کی مد میں پیسے رکھے جائیں گے اور تیاریاں کی جائیں گی تو اس طرح economic growth نہیں ہو گی۔ہم نے کچھ initiatives لئے ہیں جس کے لئے ہم خاص طور پر اس مد میں justified سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر!آخر میں، کیونکہ ہم تھوڑا سا جلدی wind up کرنا چاہ رہے ہیں تو معزز ممبران اسمبلی کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر لاہور کے ٹاؤنز میں آڈٹ کے متعلق بھی منسٹر صاحبہ بتا دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ انہیں wind up کرنے دیں اور ان کی بات سنیں۔ جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! ایک چیز جو میں یہاں کہنا چاہوں گی کہ حسب روایت اسمبلی کے تمام افسران اور سٹاف کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جنہوں نے اس بجٹ سیشن کی کامیابی میں ہمارے لئے ہر ممکن مدد فراہم کی ہے۔ میں ان کے لئے دو مہینے کی تنخواہ as honorarium کا اعلان کرتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ساتھ ہی ساتھ پھر میں تمام حکومتی اور اپوزیشن معزز ممبران کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے pre budget session سے لے کر آج تک بجٹ بحث میں بہت بھرپور انداز میں حصہ لیا ہے، ہمیں مختلف آراء سے نوازا ہے، اپنی ترجیحات بتائی ہیں اور ہمیں اپنی suggestions دی ہیں I am grateful to you

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کہنا چاہوں گی کہ دیکھئے ہم نے ایک مشن اٹھایا ہے اور وہ مشن یہ ہے کہ ہم نے economic development کرنی ہے، growth لانی ہے، service provisions کو improve کرنا ہے اور میں بہت appreciate کرتی ہوں کہ بجٹ کے ابتدائی سیشن میں قائد حزب اختلاف نے کہا تھا کہ وہ ہمارے ان مقاصد میں ہمارا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ میں اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کو دعوت دیتی ہوں کہ come in help us out دیکھئے ہم نے growth strategy بنائی ہے اور ہمارا مشن clear ہے۔ ہم نے بہتر سے بہتر ترقی اس صوبے میں لے کر آنی ہے اور service delivery improve کرنی ہے۔ اللہ ہمارا ساتھ دے اور آپ بھی ہمارا ساتھ دیجئے۔ شکریہ، پاکستان پائندہ باد

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں تو میں نے ایم کیو ایم کے حوالے سے بات کی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اس حوالے سے آپ کوئی تحریری طور پر لے کر آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر میاں محمد اسلم اقبال صاحب سمجھتے ہیں کہ بہت ضروری بات ہے تو ٹھیک ہے آپ اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ میاں صاحب نے ایم کیو ایم کے حوالے سے بات کی ہے۔ میاں صاحب! اس کے لئے آپ کوئی قرارداد لے کر آئیں جس پر بات کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے request کی تھی کہ ایم کیو ایم کے حوالے سے جو برطانیہ کے نشریاتی ادارے نے تحقیقاتی رپورٹ پیش کی ہے اور ایم کیو ایم انڈیا کی ایجنسی "را" سے اپنے بندوں کو trained کرواتی رہی ہے اور اس پر منی لانڈرنگ کے بھی بہت بڑے الزامات ہیں تو اس حوالے سے میں نے کہا تھا کہ ہم یہاں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں تو اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کے ممبران کو اس پر discussion کرنی چاہئے کیونکہ یہ پاکستان کی سالمیت کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اس پر رولز کے مطابق ایک قرارداد لے کر آئیں۔ آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔ یاد رہے کہ کل مورخہ 26- جون 2015 کو ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی۔ Cut Motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی 30-11 تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 26- جون 2015 صبح 00-9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔